عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۱ | ۲۳ تا ۲۹ رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۹ نومبر تا ۵ دسمبر ۲۰۰۲ء | شمارہ: ۲۷

قیمت: روپے

لیلۃ القدر کی برکات

ذکر اللہ کی فضیلت و ثمرات

پوری زندگی عبادت ہے

ایمان و یقین
اُمت کے عروج کا سبب

نیک ارادے
انسانیت کی ترقی کا ذریعہ

Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

نماز عیدین کی نیت:

س:...... نماز عیدین کی نیت کس طرح کی جاتی ہے؟

ج:...... نماز عید کی نیت اس طرح کی جاتی ہے کہ میں دو رکعت نماز عید الفطر یا عید الاضحی واجب مع تکبیرات زائد کی نیت کرتا ہوں۔

قبولیت کا دن کس ملک کی عید کا ہوگا؟

س:...... مسئلہ یہ ہے کہ چونکہ کرۂ ارض پر عید مختلف دنوں میں ہوتی ہے، اس لئے آپ مہربانی فرما کر یہ بتائیں کہ قبولیت کا دن کس ملک کی عید پر ہوگا؟

ج:...... جس ملک میں جس دن عید ہوگی اس دن وہاں اس کی برکات بھی حاصل ہوں گی۔ جس طرح جہاں فجر کا وقت ہوگا وہاں اس وقت کی برکات بھی ہوں گی اور نماز فجر بھی فرض ہوگی۔

رمضان میں ایک ملک سے دوسرے ملک جانے والا عید کب کرے؟

س:...... اگر بکر سعودی عرب سے واپس پاکستان آئے اور وہاں روزہ دو دن پہلے رکھا گیا ہو تو اب جبکہ پاکستان میں ۲۸ روزے ہوں گے اس کے ۳۰ روزے پورے ہو جائیں گے، اب وہ سعودیہ کے مطابق عید کرے گا یا کہ پاکستان کے مطابق؟ یہ بھی واضح کریں کہ بکر نے سعودی عرب کے مطابق روزہ رکھا، جس دن وہاں عید ہوگی اس دن وہ روزہ رکھ سکتا ہے یا کہ نہیں؟ دو روزے جو زیادہ ہو جائیں گے وہ کس حساب میں شمار ہوں گے؟

ج:...... عید تو وہ جس ملک (مثلاً پاکستان) میں موجود ہے، اسی کے مطابق کرے گا، مگر چونکہ اس کے روزے پورے ہو چکے ہیں، اس لئے یہاں آکر جو زائد روزے رکھے گا وہ نفلی شمار ہوں گے۔

عید کی نماز میں اگر امام سے غلطی ہو جائے تو کیا کرے؟

س:...... اگر عید الفطر کی نماز پڑھاتے ہوئے امام سے کوئی غلطی ہو جائے تو نماز دوبارہ لوٹائی جائے گی یا سجدہ سہو کیا جائے گا؟

ج:...... اگر غلطی ایسی ہو جس سے نماز فاسد نہیں ہوتی تو نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں اور فقہاً نے لکھا ہے کہ عیدین میں اگر مجمع زیادہ ہو تو سجدہ سہو نہ کیا جائے کہ اس سے نماز میں گڑبڑ ہوگی۔

اگر عیدین میں تکبیریں بھول جائیں تو کیا کریں؟

س:...... عیدین کی نماز میں اگر امام چھ تکبیریں بھول کر اس سے زیادہ یا کم تکبیریں کہہ دے اور اس کا بعد میں احساس ہو تو کیا نماز توڑ دینی چاہئے یا جاری رکھنی چاہئے؟

ج:...... نماز کے آخر میں سجدہ سہو کر لیا جائے، بشرطیکہ پیچھے مقتدیوں کو معلوم ہو سکے کہ سجدہ سہو ہو رہا ہے، اور اگر مجمع زیادہ ہونے کی وجہ سے گڑبڑ کا اندیشہ ہو تو سجدہ سہو بھی چھوڑ دیا جائے۔

کیا جمعہ کی عید مسلمانوں پر بھاری ہوتی ہے؟

س:...... گزشتہ چند روز سے یہ مسئلہ زیر بحث تھا کہ جمعہ کی عید حاکم پر یا عوام پر بھاری گزرتی ہے؟

ج:...... قرآن وحدیث یا اکابر کے ارشادات سے اس خیال کی کوئی سند نہیں ملتی۔ اس لئے یہ خیال محض غلط تو ہم پرستی ہے۔ جمعہ بجائے خود عید ہے اور اگر جمعہ کے دن عید بھی ہو تو گویا "عید میں عید" ہوگئی۔ خدا نہ کرے کہ کبھی عید بھی مسلمانوں کے لئے بھاری ہونے لگے۔

خطبہ کے بغیر عید کا کیا حکم ہے؟

س:...... اگر کوئی امام عید کی نماز کے بعد خطبہ پڑھنا بھول جائے یا نہ پڑھے تو کیا عید کی نماز ہو جائے گی؟ اگر ہو جائے گی تو خطبہ چھوڑنے کے متعلق کیا حکم ہے؟

ج:...... عید کا خطبہ سنت ہے، اس لئے عید خلاف سنت ہوئی۔

بغیر شرعی عذر کے نماز عید مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے:

س:...... نماز عید کا مسجد میں پڑھنا کیسا ہے؟

ج:...... بغیر عذر کے عید کی نماز مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے۔

http://www.khatme-nubuwwat.org

ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرست اعلیٰ
حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

سرپرست
حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

جلد:۲۱ | ۲۳ تا ۲۹ / رمضان ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۹ نومبر تا ۵ دسمبر ۲۰۰۲ء | شمارہ:۲۷

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلسِ ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا عبدالرحیم اشعر
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل وتزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ 4
ذکر اللہ کی فضیلت وثمرات (عفت گل اعزاز) 5
لیلۃ القدر کی برکات (مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ) 8
ایمان ویقین امت کے عروج کا سبب (مولانا شمس الحق ندوی) 19
پوری زندگی عبادت ہے (مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ) 21
نیک ارادے انسانیت کی ترقی کا ذریعہ (مولانا علی میاں) 23
لعنتوں کی قادیانی مشین گن (ابوالقاسم مولانا رفیق دلاوریؒ) 26

زرتعاون اندرون ملک

فی شمارہ: ۷ روپے
ششماہی: ۱۷۵ روپے سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک/ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

زرتعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karac
Ph: 7780337 Fax:7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ختم نبوۃ

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شب قدر میں امت مسلمہ کے لئے دعائیں کیجئے

رمضان المبارک کا آخری عشرہ ہے' جو اپنی عظمت وفضیلت کے لحاظ سے ایک امتیازی شان کا حامل ہے۔ اس عشرہ میں اللہ تعالیٰ نے اعتکاف کی عبادت کو سنت قرار دیا' جس میں ایک مسلمان تمام دنیوی معاملات سے کنارہ کش ہو کر اللہ رب العزت کے گھر میں بیٹھ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا مہمان بن جاتا ہے۔ یہ دس روز گویا پورے رمضان بلکہ پورے سال کا خلاصہ اور عطر ہیں۔ اس عشرہ میں اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت مخلوق کی طرف متوجہ رہتی ہے۔ خالق کائنات کی یہ خصوصی توجہات آخری عشرہ کی طاق راتوں میں انسان کے فیضیاب ہونے کے لئے جاری ہوتی ہیں جس طرح پانی سوکھی اور پیاسی زمین کو سیراب کرتا ہے' اسی طرح یہ توجہات انسان کو سیراب کرتی ہیں۔ وہ حضرات جو سال کے تمام دنوں میں دنیوی مسائل میں الجھے رہتے ہیں' یہ طاق راتیں ان کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہیں کہ وہ ان میں اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے جدوجہد کر کے بے پایاں ثواب کے حق دار بن جائیں۔ کیا ہی سستا سودا ہے کہ چند راتوں کی عبادت سے آدمی سال بھر تک اس کی برکات سے استفادہ کرتا ہے' اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ اس آخری عشرہ میں اللہ رب العزت نے شب قدر رکھی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے' اس رات میں اللہ رب العزت کی وہ خصوصی توجہات بندوں کی طرف مبذول رہتی ہیں جو گویا ہزار مہینوں کی توجہات کا بدل ہیں' اس رات میں اپنے لئے' اپنے والدین' اہل خانہ اور دیگر احباب کے لئے دعائیں کرنے کے ساتھ ساتھ امت مسلمہ کو بھی اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ رب العزت امت مسلمہ پر جاری سختیوں کو محض اپنی عنایت سے آسانی میں تبدیل فرمادیں اور آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل امت پر رحم وکرم کا معاملہ فرمائیں اور پوری دنیا میں مسلمانوں کے خلاف جاری یکطرفہ اور منفی کارروائیوں کے اثرات کو اپنی رحمت سے دور فرمادیں۔

گوہر شاہی کو ''مرحوم'' لکھنا جرم ہے

گزشتہ دنوں بدنام زمانہ ریاض احمد گوہر شاہی کے بیٹے نے اس کے خلاف درج ایک مقدمہ ختم کرنے کی درخواست دی۔ اس کیس کی رپورٹنگ جن اخبارات نے کی ان میں ''خبریں'' اخبار بھی شامل تھا۔ اپنی ۷/ نومبر ۲۰۰۲ء کی اشاعت میں ''خبریں'' اخبار نے گوہر شاہی کو ''مرحوم'' لکھا۔ اس حوالے سے مذکورہ اخبار کی خبر درج ذیل ہے:

ریاض گوہر شاہی کے خلاف مقدمہ ختم کرنے کے لئے بیٹے کی درخواست مسترد

مرحوم کو کلمہ بدلنے اور خود کو امام مہدی کہنے پر خصوصی عدالت نے مرتد اور کافر قرار دیا تھا

مرنے کے بعد مقدمہ ختم ہوجاتا ہے' غفران ریاض کا موقف' ہائی کورٹ نے درخواست خارج کردی

حیدرآباد (بیورو رپورٹ) سندھ ہائی کورٹ سرکٹ بینچ حیدرآباد نے ریاض احمد گوہر شاہی کے بیٹے غفران ریاض کی ایف آئی آر ختم کرنے کی درخواست خارج کردی۔ واضح رہے کہ تھانہ ٹنڈو آدم پر علامہ احمد میاں ولد محمد جامعہ مسجد نے ایف آئی آر درج کرائی تھی کہ مختلف اسٹیکرز پر کلمہ میں تبدیلی کر کے ریاض احمد گوہر شاہی لکھا جارہا ہے' وہ اس کی تردید نہیں کررہا ہے۔ مہنگی ترین گاڑیوں میں نوجوان لڑکیوں کے ساتھ سفر کرتا ہے' خود کو امام مہدی کہتا ہے' اس کی تصویر چاند پر نظر آرہی ہے' اس طرح کی باتوں سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہورہے ہیں' اس مقدمے میں انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت نے انہیں مرتد اور کافر قرار دیا تھا۔ ریاض گوہر شاہی کے فرزند غفران ریاض نے اس مقدمے کو ختم کرنے کے لئے درخواست دی تھی' جس میں مؤقف اختیار کیا تھا کہ ہمارے والد پر جو الزامات ہیں ان سے ہماری دنیاوی اور گھریلو زندگی خراب ہورہی ہے جب آدمی مرجاتا ہے تو مقدمہ ختم ہوجاتا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہمارے والد انتقال کرگئے ہیں' لہٰذا اس ایف آئی آر کو ختم کیا جائے' عدالت عالیہ نے درخواست خارج کردی۔ (روزنامہ خبریں ۷/ نومبر ۲۰۰۲ء)

ریاض احمد گوہر شاہی علمائے کرام کے متفقہ فتوؤں کی روشنی میں کافر مرتد اور گستاخ رسول ہے۔ ایسے شخص کو ''مرحوم'' لکھنا ایک سنگین جرم ہے۔ ''خبریں'' اخبار کی انتظامیہ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ''مرحوم'' صرف مسلمان فوت شدگان کے لئے لکھا جاتا ہے جبکہ غیر مسلم فوت شدگان کے لئے ''آنجہانی'' کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ گوہر شاہی کے لئے مسلمان فوت شدگان کے لئے مختص الفاظ کا استعمال انتہائی قابل مذمت ہے۔ ''خبریں'' اخبار کی انتظامیہ کو فی الفور ایسی غلط حرکت سے برأت کا اظہار کرنا چاہئے اور اس حوالے سے ایک اعتذار چھاپ کر اپنی غلطی کا اعتراف کرنا چاہئے۔ نیز آئندہ کے لئے انہیں اس قسم کی غلطیوں سے پرہیز کرنا چاہئے جو مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرنے کا باعث بنیں۔

ختم نبوۃ

ذکر اللہ کی فضیلت و ثمرات

اللہ تعالیٰ نے سورۂ اعراف میں فرمایا:

''اور اے نبی! لوگوں کو یاد دلاؤ وہ وقت جبکہ تمہارے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا تھا اور انہیں خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو انہوں نے کہا: ضرور! آپ ہی ہمارے رب ہیں' ہم اس پر گواہی دیتے ہیں۔''

یہ ہم نے اس لئے کیا کہ کہیں تم قیامت کے روز یہ نہ کہہ دو کہ ہم تو اس بات سے بے خبر تھے' یا یہ نہ کہنے لگو کہ شرک کی ابتداء تو ہمارے باپ دادا نے ہم سے پہلے کی تھی اور ہم بعد کو ان کی نسل میں پیدا ہوئے' پھر کیا آپ ہمیں اس قصور میں پکڑ لیتے ہیں جو غلط کار لوگوں نے کیا تھا؟

قرآن کے مطابق اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار انسانی فطرت میں موجود ہے' پروردگار نے تمام انسانوں کو جو قیامت تک پیدا ہوں گے' اپنے سامنے حاضر کر کے اس حقیقت سے آگاہ کر دیا تھا کہ وہی سب کا رب ہے اور ازل میں پوری نسل آدم نے اس کے رب ہونے کا برملا اعتراف کیا' اس کے بعد انبیائے کرام اور آسمانی صحیفوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو وہی حقیقت یاد دلائی' چنانچہ

قرآن پاک میں بار بار ذکر یعنی یاد دلانے' تذکرہ کرنے اور یاد تازہ کرنے کو کہا گیا ہے' یعنی کوئی علم جو اندر چھپا ہوا ہے' اسے پکارا جائے تو وہ سامنے ابھر آئے' جہالت' خواہشات نفسانی' تعصبات اور شیطان کی وجہ سے یہ اقرار دب جاتا ہے' چھپ جاتا ہے' اسے بھلا دیا جاتا ہے' اور اسے یاد کرنے کی ضرورت پڑتی ہے' چنانچہ ذکر وہی ہے کہ بندہ رب سے کیے گئے اقرار کو یاد کرے۔ اس حقیقت کو بار بار یاد کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ چنانچہ پروردگار عالم کو دل سے یاد کرنا' زبان سے یاد کرنا' اس کی تسبیح کرنا' اس کی بڑائی بیان کرنا' اس رب کی تعریف کرنا

عفت گل اعزاز

اور اس کا شکر ادا کرنا اور اس نور سے اپنی زندگی کے شب و روز کو روشن کرنا ہی ذکر کرنا ہے۔ اپنی گفتگو میں ذکر الٰہی کو شامل رکھنا چاہئے۔

ذکر کی اہمیت کو قرآن حکیم میں متعدد بار اجاگر کیا گیا ہے:

سورۂ بقرہ میں ارشاد خداوندی ہے:

''تم مجھے یاد کرو' میں تمہیں یاد کروں گا۔''

اور سورۂ جمعہ میں ہے:

''اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔''

سورۂ آل عمران میں ارشاد ہے:

''وہ لوگ جو کھڑے ہو کر' بیٹھ کر اور لیٹ کر اللہ کو یاد کرتے ہیں۔''

نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ کے ذکر میں تو ہر وقت مشغول ہو۔'' ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا: ''اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے والے قیامت کے روز درجے میں افضل ہوں گے۔''

ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمام اعمال میں بہترین چیز ہے؟ اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور تمہارے درجوں کو بہت زیادہ بلند کرنے والی اور سونے چاندی کو اللہ کے راستے پر خرچ کرنے سے بہتر اور دشمنوں کو قتل کرنے (جہاد) سے بھی بڑی چیز ہے؟ اور وہ ہے اللہ کا ذکر۔

حضورؐ نے فرمایا: ''تمام اذکار میں افضل ''لا الہ الا اللہ'' ہے اور تمام دعاؤں میں افضل ''الحمد للہ'' ہے۔

خدا کے ہر بندے کے لئے برکت کا باعث ہے کہ آنکھ کھلتے ہی کلمۂ طیبہ پڑھے۔

صبح جاگنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے اور استغفار کرے۔

ان کا ورد نہایت مبارک ہے' وضو کے بعد

کلمۂ شہادت پڑھنا چاہئے۔ تیسرے کلمہ کا ورد بھی نہایت عمدہ اثر رکھتا ہے' اس کی بڑی فضیلت ہے۔ اللہ پاک کی ہر عبادت ذکر ہے' نماز ذکر کی بہترین شکل ہے جس میں بندہ پاک صاف جسم اور پاک صاف لباس میں وضو کر کے ادب سے رکوع و سجود کرتا ہے اور ذکر کرتا ہے' آیات قرآنی پڑھتا ہے اور اس کے بعد خدا سے اپنی حاجتیں مانگتا ہے۔ پانچ وقت کی نمازوں کی بروقت ادائیگی ہر بندے پر فرض کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ چاشت' اشراق اور خصوصاً آدھی رات کے بعد نماز تہجد کی بہت زیادہ فضیلت ہے۔ روزے میں ہر روزہ دار خدا کے حکم کے مطابق صبح صادق سے مغرب تک کھانا پینا ترک کرتا ہے' بُرے کاموں سے بچتا ہے' زیادہ سے زیادہ ذکر کرتا ہے' لوگ اعتکاف میں بیٹھتے ہیں اور دنیا کے کاموں کو چھوڑ کر اپنی توجہ ذکر الٰہی کی طرف مبذول کرتے ہیں۔ عمرہ و حج کے دوران دنیا بھر کے مسلمان اللہ پاک کے گھر کا طواف کرتے ہیں' سعی کرتے ہیں' تمام مناسک ادا کرتے ہیں' اللہ کو یاد کرتے ہیں' نمازیں ادا کرتے ہیں' حج کے بعد قربانی پیش کرتے ہیں۔ قرآن کریم کی ہر روز تلاوت کرنا بھی ذکر ہے۔ روزمرہ کے معمولات میں کھانا کھاتے ہوئے اور پانی پیتے ہوئے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر ہم اللہ کو یاد کرتے ہیں' کھانے اور پانی پینے کے بعد الحمدللہ کہہ کر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں' کسی کام کا ارادہ کرتے وقت انشاء اللہ' اچھی چیز کو دیکھ کر ماشاء اللہ' کسی کے حسن سلوک پر جزاک اللہ کہا جاتا ہے' کسی سے ملاقات پر مسلمان السلام علیکم کہہ کر سلامتی بھیجتے ہیں اور جواب دینے والا بھی وعلیکم السلام کہہ کر سلامتی بھیجتا ہے' چھینک آنے پر الحمدللہ اور جواباً یرحمک اللہ کہا جاتا ہے' رخصت ہوتے وقت اللہ حافظ کہہ کر ہم اللہ کی حفاظت و نگہبانی حاصل کرتے ہیں' شادی کے موقع پر خطبے میں خدا کا ذکر ہوتا ہے اور تمام حاضرین نئے جوڑے کے لئے سلامتی اور خوشیوں کی دعا کرتے ہیں' مرتے دم بھی مسلمان کے لبوں پر کلمۂ طیبہ ہوتا ہے' نماز جنازہ میں خدا سے مرنے والے کی مغفرت مانگی جاتی ہے' کسی کی وفات سن کر انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ کر یاد کیا جاتا ہے کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

دوران سفر دعا مانگی جاتی ہے' چاہے یہ ہوائی جہاز کا سفر ہو' بحری جہاز یا ریل گاڑی یا کار کا سفر ہو' اور پڑھا جاتا ہے:

"سبحان الذی سخر لنا ھذا
وما کنا لہ مقرنین وانا الی ربنا
لمنقلبون."

"پاک ہے وہ ذات جس نے اس
سواری کو ہمارے لئے مسخر کر دیا' ورنہ ہم
اس لائق نہ تھے' ہمیں اسی کی طرف لوٹ
کے جانا ہے۔"

ہر خوشی اور کامیابی کے موقع پر خدا کا شکر ادا کیا جاتا ہے' دوگانہ ادا کیا جاتا ہے' تہواروں کے موقع پر' عید بقرعید پر نماز اجتماعی ادا کی جاتی ہے۔ بقرعید پر جانور قربان کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے اور ہمیشہ ہی جانور ذبح کرتے وقت اللہ پاک کا نام لیا جاتا ہے۔

نیا کپڑا پہنتے وقت بھی خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا جاتا ہے اور بسم اللہ پڑھ کر نیا کپڑا پہنتے ہیں۔ گھر سے نکلتے وقت: "بسم اللہ توکلت علی اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ" پڑھی جاتی ہے۔

خدا تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں' جو بہت عمدہ اور پیارے ہیں' اللہ کو اس کے پیارے ناموں سے پکارنا چاہئے' سبحان اللہ' الحمدللہ' اللہ اکبر اور کلمۂ طیبہ ہر وقت پڑھتے رہنا چاہئے۔

استغفار کرنا یعنی اپنی غلطیوں اور گناہوں پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا چاہئے اور بخشش طلب کرنی چاہئے۔ اللہ پاک کو بندے کا توبہ کرنا اور خدا سے پُرامید رہنا بہت پسند ہے۔ "سبحان اللہ وبحمدہ' سبحان اللہ العظیم" یہ کلمہ میزان عمل میں بھاری اور اللہ کو پسند ہے۔ قرآن پاک میں دی گئی درج ذیل دعا کو مانگنا چاہئے:

"ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی
الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار"

"اے ہمارے رب! ہمیں دنیا اور
آخرت میں بھلائی عطا کر اور عذاب
دوزخ سے بچا۔"

ذکر الٰہی کے ثمرات:

اس سے دل کو سکون ملتا ہے جیسا کہ قرآن پاک کی سورۂ رعد میں آیا ہے:

"خدا کی یاد سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے۔"

اس سے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ دل میں خدا کا خوف پیدا ہوتا ہے' جس کی وجہ سے انسان کا دل نیکی کی طرف راغب ہوتا ہے اور بدی سے نفرت ہوتی ہے' اور انسان بُرائیوں سے بچتا ہے' ذکر کی برکت سے زندگی کے مقاصد میں کامیابی نصیب ہوتی ہے' رزق میں اضافہ ہوتا ہے اور بندے کی زندگی میں خداوند کریم کا فضل و کرم بڑھتا ہے۔

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ختم نبوۃ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب میرا بندہ مجھے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں' جب وہ مجھے مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر یعنی فرشتوں کے مجمع میں اس کا تذکرہ کرتا ہوں۔ اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں' اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں دوڑ کر اس کی طرف جاتا ہوں۔''

ایک بار ایک غریب صحابیؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ: ''یارسول اللہ! اہل دولت اپنی مالی قربانی اور صدقات کی وجہ سے ہم پر سبقت لے گئے' حالانکہ باقی عبادات میں ہم ان کے برابر ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں جس پر عمل پیرا ہو کر تمہیں ان کے برابر اجر وثواب مل جائے گا اور تم بعد میں آنے والوں پر سبقت لے جاؤ گے اور تم سے کوئی افضل نہ رہے گا؟ صحابہؓ نے کہا: جی ضرور! اس پر آپؐ نے فرمایا: ہر نماز کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ' ۳۳ بار الحمد للہ' ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھا کرو۔

اس کے علاوہ بھی اٹھتے بیٹھتے' چلتے پھرتے ان کلمات کی تسبیح کرنی چاہئے۔ علاوہ ازیں قرآن پاک کی سورتیں ازبر کرنی چاہئیں' خصوصاً پارہ عم کی آخری سورتیں یعنی سورۂ اقراء کے بعد کی تمام سورتیں' سورۂ بقرہ کی شروع کی اور آخری آیات' سورۂ حشر کی آخری آیات یاد کی جائیں۔ اس کے بعد سورۂ یٰسین' سورۂ رحمٰن' سورۂ واقعہ' سورۂ ملک' سورۂ مزمل رفتہ رفتہ یاد کرنی چاہئیں

یہ ہمارے رب کا پاک اور پیارا کلام ہے

یہ ہمارے دلوں پر ہماری زبانوں پر رہنا چاہئے' جو

باقی صفحہ 25 پر

مبلغین حضرات سے

خصوصی درخواست

۱۰/شوال ۱۴۲۳ھ سے ۱۰/محرم الحرام ۱۴۲۴ھ تک رد قادیانیت پر سہ ماہی کلاس دفتر مرکزیہ میں منعقد کی جارہی ہے۔ آپ اپنے حلقہ کے فارغ التحصیل خواہش مند علماً کرام کو اس میں شمولیت کے لئے آمادہ کر کے درخواستیں بھجوائیں۔ یہ ضروری ہے۔

دعاگو: (مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' ملتان

علمائے اہل حدیث و دیگر اہل علم سے درخواست

الف.......... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ''**احتساب قادیانیت**'' کے نام سے گزشتہ صدی کے مرحوم اکابر علمائے اسلام کی رد قادیانیت پر کتب کو شائع کرنا شروع کیا ہے۔ اس وقت تک سات جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ آٹھویں اور نویں جلد میں فاتح قادیان حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے رد قادیانیت پر جملہ رسائل کو یکجا کرنا مقصود ہے۔ نصف سے زائد رسائل پر جدید حوالہ اور تخریج کا کام مکمل ہو کر کمپوزنگ ہو رہی ہے۔

ب.......... ہمیں اس وقت پریشانی اور مشکل یہ لاحق ہے کہ مولانا مرحوم کے یہ سات رسائل میسر نہیں آرہے:

(۱)...... ہفوات مرزا (۲)...... صحیفہ محبوبیہ (۳)...... زار قادیانی (۴)...... قادیانی مباحثہ دکن (۵)...... تفسیر نویسی کا چیلنج اور فرار (۶)...... تحفہ احمدیہ (۷)...... مکالمہ احمدیہ

آپ میں سے جن حضرات کے پاس یہ رسائل موجود ہوں اطلاع دیں ہم آدمی بھیج کر فوٹو کاپی کرالیں گے یا اگر ممکن ہو تو عمدہ فوٹو کرا کر ارسال فرمائیں۔

تمام خرچہ ہمارے ذمہ ہوگا۔ انتہائی ضروری دینی فریضہ سمجھ کر تعاونوا علی البر کے تحت تعاون فرمائیں۔ ہم پر بہت احسان ہوگا۔ واجرکم علی اللہ تعالیٰ!

جواب و رابطہ کیلئے: (مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122

لیلۃ القدر کی برکات

زیر نظر مضمون شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کا ایک مستقل اور جامع بیان ہے' جو آپ نے اختتام رمضان کے حوالے سے فرمایا' قارئین کے افادہ کے لئے اسے شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ' امابعد:

حضرت شیخ (مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی) نوراللہ مرقدہٗ نے اپنے رسالہ "فضائل رمضان" کے خاتمہ میں ایک لمبی حدیث نقل کی ہے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ: خاتمے میں ایک طویل حدیث' جس میں کئی نوع کے فضائل ارشاد فرمائے ہیں' ذکر کرکے اس رسالہ کو ختم کیا جاتا ہے۔ وہ حدیث یہ ہے:

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جنت کو رمضان شریف کے لئے خوشبوؤں کی دھونی دی جاتی ہے اور شروع سال سے آخر سال تک رمضان المبارک کے لئے جنت کو آراستہ کیا جاتا ہے۔ پس جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے' جس کا نام "مثیرہ" ہے' (جس کے جھونکوں کی وجہ سے) جنت کے درختوں کے پتے اور کواڑوں کے حلقے بجنے لگتے ہیں' جس سے ایسی دلآویز سریلی آواز نکلتی ہے کہ سننے والوں نے اس سے اچھی آواز کبھی نہیں سنی' پس خوشنما آنکھوں والی حوریں اپنے مکانوں سے نکل کر جنت کے بالا خانوں کے درمیان کھڑی ہوکر آواز دیتی ہیں کہ کوئی ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہم سے منگنی کرنے والا! تاکہ اللہ تعالیٰ شانہ اس کو ہم سے جوڑ دیں؟ پھر وہی حوریں جنت کے داروغہ "رضوان" سے پوچھتی ہیں کہ رمضان المبارک کی پہلی رات ہے' جنت کے دروازے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

کے روزہ داروں کے لئے آج کھول دیئے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رضوان سے فرمادیتے ہیں کہ جنت کے دروازے کھول دے اور "مالک" یعنی جہنم کے داروغہ سے فرمادیتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے روزہ داروں پر جہنم کے دروازے بند کردے' اور حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہوتا ہے کہ زمین پر جاؤ اور "سرکش شیاطین" کو قید کرو' اور ان کے گلے میں طوق ڈال کر دریا میں پھینک دو کہ میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے روزوں کو خراب نہ کریں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رمضان المبارک کی ہر رات میں ایک "منادی" کو حکم فرماتے ہیں کہ تین مرتبہ یہ آواز دے کہ: ہے کوئی مانگنے والا! کہ جس کو میں عطا کروں؟ ہے کوئی توبہ کرنے والا! کہ میں اس کی توبہ قبول کروں؟ ہے کوئی مغفرت چاہنے والا! کہ میں اس کی مغفرت کروں؟ کون ہے جو غنی کو قرض دے؟ ایسا غنی جو نادار نہیں' اور ایسا پورا پورا ادا کرنے والا جو ذرا بھی کمی نہیں کرتا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رمضان المبارک میں روزانہ افطار کے وقت ایسے دس لاکھ آدمیوں کو جہنم سے خلاصی مرحمت فرماتے ہیں جو جہنم کے مستحق ہوچکے تھے' اور جب رمضان المبارک کا آخری دن ہوتا ہے تو یکم رمضان المبارک سے آج تک جس قدر لوگ جہنم سے آزاد کئے گئے تھے' ان کے برابر اس ایک دن میں آزاد فرماتے ہیں' اور جس رات شب قدر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم فرماتے ہیں' وہ فرشتوں کے ایک بڑے لشکر کے

ساتھ زمین پر اترتے ہیں' ان کے ساتھ ایک سبز جھنڈا ہوتا ہے جس کو بیت اللہ شریف کے اوپر کھڑا کردیتے ہیں' اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سو بازو ہیں' جن میں سے دو بازوؤں کو صرف اسی رات میں کھولتے ہیں' جن کو مشرق سے مغرب تک پھیلا دیتے ہیں' پھر جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کو تقاضا (حکم) فرماتے ہیں کہ جو مسلمان آج کی رات کھڑا ہو یا بیٹھا ہو' نماز پڑھ رہا ہو یا ذکر کر رہا ہو' اس کو سلام کریں' اور اس سے مصافحہ کریں اور ان کی دعاؤں پر آمین کہیں' صبح تک یہی حالت رہتی ہے' جب صبح ہوجاتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام آواز دیتے ہیں کہ اے فرشتوں کی جماعت! اب کوچ کرو اور چلو۔ فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی حاجتوں اور مؤمنوں کی ضرورتوں کے بارے میں کیا معاملہ فرمایا؟ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پر عنایت اور توجہ فرمائی اور چار اشخاص کے علاوہ سب کو معاف فرمادیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! وہ چار شخص کون ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ ایک وہ شخص جو شراب کا عادی ہو (اور اس سے توبہ نہ کرے)' دوسرا وہ شخص جو والدین کی نافرمانی کرنے والا ہو' تیسرا وہ شخص جو قطع رحمی کرنے والا ہو اور ناتا توڑنے والا ہو' چوتھا وہ شخص جو کینہ رکھنے والا ہو اور آپس میں قطع تعلق کرنے والا ہو' جب عیدالفطر کی رات ہوتی ہے تو (اس کا نام آسمانوں) پر "لیلۃ الجائزۃ" یعنی "انعام والی رات" سے لیا جاتا ہے' اور جب عید کی صبح ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیج دیتے ہیں' وہ زمین پر اتر کر تمام گلیوں اور راستوں کے سروں پر کھڑے ہوجاتے ہیں' اور ایسی آواز سے جس کو انسان اور جنات کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے' پکارتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت! اس کریم رب کی بارگاہ کی طرف چلو' جو بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے' اور بڑے سے بڑے قصور کو معاف کرنے والا ہے' پھر جب لوگ عیدگاہ کی طرف نکلتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا بدلہ ہے اس مزدور کا جو اپنا پورا کام کرچکا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے معبود! اور اے ہمارے مالک! اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی مزدوری پوری پوری دے دی جائے۔ حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو رمضان المبارک کے روزوں اور تراویح کے بدلے میں اپنی رضا اور مغفرت عطا کردی' اور بندوں سے خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ اے میرے بندو! مجھ سے مانگو' میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! آج کے دن اپنے اس اجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جو سوال کروگے عطا کروں گا' اور دنیا کے بارے میں جو سوال کروگے اس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا۔ میری عزت کی قسم! جب تک تم میرا خیال رکھوگے' میں تمہاری لغزشوں پر ستاری کرتا رہوں گا (اور ان کو چھپاتا رہوں گا)' میری عزت کی قسم! اور میرے جلال کی قسم! میں تمہیں مجرموں (اور کافروں) کے سامنے رسوا اور فضیحت نہیں کروں گا' پس اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کی طرف لوٹ جاؤ' تم نے مجھے راضی کردیا' میں تم سے راضی ہوگیا۔ پس فرشتے اس اجر وثواب کو دیکھ کر جو ان کو عید الفطر کے دن ملتا ہے' خوشیاں مناتے ہیں اور کھل جاتے ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم۔ یا اللہ! ہمیں بھی ان میں شامل فرما۔ آمین۔" (فضائل رمضان صفحہ ۹۰)

شب قدر: رحمت خداوندی کی رات:

رمضان المبارک کی رحمتوں اور برکتوں کا ایک مختصر سا نقشہ اس حدیث شریف میں آیا ہے' جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے حال پر کتنی عنایات اور کتنی رحمت ہے اور کریم آقا نے اپنے بندوں کو بخشنے کے لئے کیا کیا سامان تیار کر رکھے ہیں۔ یہ ستائیسویں رات عام طور پر شب قدر کی رات کہلاتی ہے' یہ تو اللہ ہی کو معلوم ہے کہ شب قدر کی رات کون سی ہے؟ کون سی طاق رات میں ہوتی ہے؟ کیونکہ اس میں علماً کے بہت سے اقوال ہیں' عام علماً کرام کا رجحان یہ ہے کہ ستائیسویں کی رات شب قدر ہوتی ہے۔ بہرحال شب قدر خواہ کوئی سی رات میں ہو' دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کی برکتیں ہمیں نصیب فرمائے۔ اب اس سلسلے میں کوشش کروں گا کہ مختصراً چند باتیں عرض کروں۔

حضرت عائشہؓ کی برأت کا واقعہ:

پہلی بات یہ ہے کہ سورۂ نور میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر منافقوں کے بہتان لگانے کے قصہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ منافقوں کی اس لب تراشی سے متاثر ہوکر ایک دو مخلص مسلمان بھی اس میں ملوث ہوگئے تھے وہ بھی باتیں کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سخت الفاظ میں ان کو تنبیہ فرمائی ہے:

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ خبردار! آئندہ ایسی حرکت نہیں ہونی چاہئے۔“

کسی مسلمان پر تہمت لگانا' اور مسلمان بھی کون؟ مسلمانوں کی ماں اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' ان پر کسی مسلمان کی طرف سے گندگی کا منسوب کیا جانا کوئی چھوٹی بات ہے؟ حضرت مسطح بن اثاثہؓ مہاجرین میں سے تھے اور نادار فقیر تھے' یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عزیز تھے ان کے تمام اخراجات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھاتے تھے' یہ بھی منافقوں کی باتوں سے متاثر ہوکر اُمّ المومنینؓ کے بارے میں ایسی باتیں کرنے لگے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ”اولٰئک مبرء ون مما یقولون الخ“ یعنی منافق لوگ جو بدزبانی کررہے ہیں' یہ حضرات اس سے بری ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے رنج کا واقعہ:

پس جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کا اعلان فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غصہ تو آنا ہی چاہئے تھا' چنانچہ انہوں نے غصے میں قسم کھائی کہ آئندہ مسطح بن اثاثہؓ کو خرچ نہیں دوں گا۔ ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ غصہ اللہ کی خاطر تھا' کسی کی بیٹی پر ایسی تہمت لگائی گئی ہو تو خود سوچئے کہ پھر ہمارا معاملہ اس تہمت لگانے والے کے ساتھ کیا ہوگا؟ بیٹی پر بدکاری کی تہمت کون برداشت کرتا ہے؟ پھر یہ بیٹی بھی تو عام بیٹیوں جیسی نہیں تھی' بلکہ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ تھیں۔ الغرض حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو غصہ آگیا اور غصہ میں قسم کھالی کہ آئندہ مسطح کو خرچ نہیں دیں گے۔ حق تعالیٰ شانہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی اس قسم سے باز رکھنے کے لئے سفارش فرمائی' گویا مسطح کی سفارش کی کہ ان کا خرچ بند نہ کیا جائے: ”ولا یاتل اولی الفضل منکم والسعة الخ“ یعنی تم میں سے جو صاحب فضیلت اور صاحب گنجائش ہیں' جو صاحب خیر ہیں' وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں: ”ان یوتوا اولی القربی والمساکین والمهاجرین فی سبیل الله“ کہ وہ اپنے قرابت والوں کو جو کہ فقیر ہیں اور مہاجر فی سبیل اللہ ہیں' ان پر خرچ نہیں کریں گے اور ان کو آئندہ خرچ نہیں دیں گے: ”ولیعفوا ولیصفحوا“ یعنی ان کو چاہئے کہ معاف کردیں اور درگزر سے کام لیں: ”الا تحبون ان یغفر الله لکم“ یعنی کیا تم نہیں چاہتے ہو کہ اللہ تمہیں بخش دے؟ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تمہیں بخش دے تو تم بھی ان لوگوں کو بخش دو اور درگزر سے کام لو' تم اللہ کے قصوروار ہو اور ان سے مغفرت کی امید رکھتے ہو تو لازم ہے کہ تم قصورواروں کو معاف کردو۔ ”ان الله غفور الرحیم“ بلاشبہ اللہ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔ واقعی اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا اور بے حد رحم کرنے والا ہے' کیونکہ تمہارا مجرم کوئی ایک آدھ آدمی ہوگا اور اس کے مجرم بے شمار ہیں۔ تمہارا قصور کسی نے کوئی ایک آدھ کیا ہوگا' اس کے بندوں نے بے شمار جرائم اور بے شمار قصور کئے ہیں' جب ان تمام جرائم کے باوجود اور ان تمام قصوروں کے باوجود بندے یہ توقع رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے' ان کی مغفرت فرمائے اور ان پر رحم فرمائے تو اگر کسی نے تمہارا ایک آدھ قصور کردیا تو تم بھی معاف کردو۔

”ولا یاتل اولی الفضل منکم والسعة“

یعنی تم میں سے جو صاحب فضیلت اور گنجائش والے ہیں' صاحب فضیلت اس شخص کو کہتے ہیں' جس کو بڑائی حاصل ہوتی ہے' اور صاحب گنجائش وہ شخص ہے' جس کو اللہ تعالیٰ نے دوسروں کی نسبت مال زیادہ عطا فرمایا۔ اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صاحب فضیلت اور صاحب گنجائش فرمایا۔

حضرت ابوبکرؓ کی افضلیت:

امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں اس آیت کی تفسیر میں تقریباً پندرہ وجوہ سے' پندرہ دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل تھے' اس لئے کہ اللہ رب العزت نے ان کو ”اولوالفضل“ فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی سفارش کہ قصوروار کو معاف کردیا جائے:

اور اس سے بڑی بات کیا ہوگی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ' جن کی ہستی سے بڑی کوئی ہستی نہیں' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ایک قصوروار کا قصور معاف کروانے کے لئے اور ایک مجرم کو درگزر کرنے کے لئے سفارش فرمارہے ہیں' اور سفارش کا انداز بھی

ختم نبوۃ

عجیب وغریب اختیار فرمایا کہ پہلے ان کی فضیلت بیان فرمائی اور پھران کی فضیلت کے حوالے سے فرمایا کہ ہاں ہاں آپ جیسے آدمی کو ایسی قسم نہیں کھانی چاہئے۔ گویا ان کو فرمایا کہ تم اتنے بڑے آدمی ہو اور پھراتنی چھوٹی بات پر قسم کھاتے ہو؟ نہیں! ایسا نہیں کرنا چاہئے بلکہ: ''ولیعفوا ولیصفحوا'' معاف کردو اور درگزر سے کام لو اور پھر آخری بات فرمادی: ''الا تحبون ان یغفر الله لکم'' کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تم کو بخش دے؟ ظاہر ہے کہ کون نہیں چاہے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرمادیں جب تم اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہتے ہو تو خود بھی لوگوں کے ساتھ بخشش کا معاملہ کرو۔

بخشش چاہتے ہو تو تم دوسروں کو معاف کردو:

میں نے یہ جو قصہ ذکر کیا ہے اور قرآن کریم کی اس آیت شریفہ کا حوالہ دیا ہے میرا مدعا صرف اتنا ہے کہ ہم سب کے سب اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگنے کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں ہم اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتے ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ہمارا بھی کسی نے کوئی قصور کیا ہوگا کیا ہم نے اس کو معاف کردیا؟ تو اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگنے کے لئے لازم ہے کہ ہم رضائے الٰہی کے لئے اپنے تمام قصورواروں کو معاف کردیں۔ آج کے دن تک اور آج کی رات تک ہمارا جس شخص نے جو بھی قصور کیا ہو ہمیں صدمہ پہنچایا ہو ہمیں رنج پہنچایا ہو کوئی نازیبا حرکت اس نے کی ہو سب کو معاف کردیں اور ہم اپنے دل میں یہ فیصلہ کرلیں کہ ہماری طرف سے سب کو تمام قصور معاف ہیں۔

کیوں؟ اس لئے کہ خود ہماری معافی کا مقدمہ بارگاہ الٰہی میں پیش ہے ہم معاف کردیں گے تو ہمارے لئے بھی معافی کا حکم ہوجائے گا جب ہم سب کو معاف کرکے بارگاہ الٰہی میں معافی طلب کرنے کے لئے آئیں گے تو انشاء اللہ ہمیں بھی معافی کا پروانہ مل جائے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے:

''الرحمن یرحمھم الرحمن''

''رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے۔''

''ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء۔''

''تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والاتم پر رحم کرے گا۔'' (مشکوٰۃ:۴۲۳)

تو ایک گزارش تو میری یہ ہے کہ اپنے عزیزوں کے ساتھ اپنے ہمسایوں کے ساتھ اپنے تعلق والوں کے ساتھ ہماری کوئی نہ کوئی لڑائی چلتی رہتی ہے کون آدمی ہے جس کی کسی کے ساتھ لڑائی نہ ہو؟ بندہ بندہ ہے کمزور ہے کبھی کسی کی حالت سے رنج ہوتا ہے کبھی کسی کی بات سے آدمی کے دل کو صدمہ پہنچتا ہے اور بعض لوگ تو رنجیدہ ہوکر قسم کھالیا کرتے ہیں کہ میں تو بالکل معاف نہیں کروں گا۔ اچھا بھائی! تم معاف نہیں کروگے تو پھر کیا ہوگا؟ کیا یہ چاہوگے کہ اللہ تعالیٰ بھی قسم کھالیں کہ وہ بھی تمہیں معاف نہیں کریں گے؟ نہیں! ہم تو کمزور بندے ہیں ہم تو یہ چاہیں گے کہ اللہ کریم ہمیں معاف کردیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کردیں تو خود سوچو کہ پھر ہمیں ایسی قسم کھانے کا کیا حق ہے؟ اور اس کا کیا جواز ہے؟

شب قدر کی دعا:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر میں شب قدر کو پاؤں تو کیا مانگوں؟ فرمایا کہ اللہ رب العزت سے یہ کہنا:

''اللھم انک عفو کریم تحب العفو فاعف عنی۔''

''یا اللہ! آپ بہت معاف کرنے والے ہیں اور معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں یا اللہ مجھے بھی معاف کردیجئے۔''

(مشکوٰۃ:۱۸۲)

یہ تو میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ یہ تو معلوم نہیں کہ آج کی رات ہی ''شب قدر'' ہے یا کوئی اور رات شب قدر ہے۔ بہرحال وہ ہم پر گزرے گی اور رحمتیں و برکتیں بکھیر کر جائے گی ہمیں پتہ چلے یا نہ چلے ہمیں پتہ ہونا ضروری نہیں پتہ چلے گا اس دن جس دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ہم پر اس شب مبارک کی وجہ سے انعامات ہوں گے۔ بہرحال اس شب قدر کی دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تلقین فرمائی: ''اللھم انک عفو'' یا اللہ! آپ بہت معاف کرنے والے ہیں۔ ''تحب العفو'' آپ معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں۔ مخلوق انتقام لینا چاہتی ہے اور انتقام کو پسند کرتی ہے لیکن یا اللہ! آپ انتقام لینے کے بجائے معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں۔ ''فاعف عنی'' پس مجھے بھی معاف فرمادیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمائے حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ: ''تخلقوا باخلاق الله'' اللہ تعالیٰ کے اخلاق کو اپناؤ۔

اگر ہم اللہ سے معافی کے طالب ہیں تو لازم ہے کہ ہم بھی تمام لوگوں کو معاف کردیں۔ آج سے لوگوں کے تمام کھاتے بے باق کردیں۔

چار آدمی جن کی بخشش نہیں ہوتی:

اب دوسری بات' حدیث شریف جو میں نے آپ کو سنائی' اس میں ارشاد فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ چار آدمیوں کی بخشش اس رات میں بھی نہیں فرماتے۔ رمضان المبارک میں جیسا کہ آپ نے سنا' ہر رات دس لاکھ ایسے آدمیوں کی بخشش کی جاتی ہے کہ جن پر جہنم واجب ہوچکی تھی' اور ان سے فرمادیا جاتا ہے کہ جاؤ آزاد کیا' اور رمضان المبارک کی آخری رات میں اتنے لوگوں کو معاف کیا جاتا ہے' جتنے لوگوں کو کیم رمضان المبارک سے آخری رات تک معاف کیا گیا تھا۔ اللہ اکبر! اتنے لوگوں کو آزاد کیا جاتا ہے۔ رمضان المبارک میں رحمت الٰہی کا گویا سیلاب ہے جو بندوں کے گناہوں کو بہا کر لے جاتا ہے۔ لیکن چار آدمیوں کی بخشش رمضان المبارک کی عام راتوں میں تو کیا؟ شب قدر میں بھی نہیں ہوتی۔ بھئی ان سے بڑھ کر بدقسمت کون ہوگا؟ شب قدر میں جب کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے معافی کا اعلان کیا جارہا ہے' ان کی بخشش نہیں ہورہی۔ وہ چار کون ہیں؟ ایک تو شراب کا عادی' ایسا بلانوش کہ جس نے شراب سے توبہ نہ کی ہو' اور اس گناہ سے توبہ کرنے کی اس کو توفیق نہ ہوئی ہو۔

حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی کی ایک کرامت:

ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی نوراللہ مرقدہ' کا جس دن انتقال ہوا اس دن ہم لوگ حضرت کے مکان پر جمع تھے' حضرتؒ کے صاحبزادے نے ایک قصہ سنایا' کہنے لگے کہ ایک شخص مطب میں آیا' مجھ سے کہنے لگا کہ ڈاکٹر صاحب ٹھیک ہیں؟ اس وقت حضرتؒ کی رہائش بھی اسی احاطے میں تھی جہاں پاپوش میں حضرتؒ کا مطب تھا اور عصر کے بعد حضرتؒ کی مجلس لگتی تھی۔ میں نے کہا کہ بیٹھے ہیں' مجلس لگی ہوئی ہے۔ مطب کا جو دروازہ احاطے کی طرف کھلتا تھا' اس نے وہ دروازہ کھولا اور دونوں کواڑ پکڑ کر کھڑا ہوا کچھ دیر حضرتؒ کو دیکھتا رہا' اور واپس آکر دوبارہ بیٹھ گیا' اور کہنے لگا کہ تم کو ایک قصہ سناتا ہوں' میں نہ ان کا شاگرد ہوں' نہ مرید اور میں نے ان کو کبھی دیکھا بھی نہیں تھا' مجھے شراب پینے کی عادت تھی' میری بیوی بچے' دوست احباب سب نے اس کو چھڑانے کی ہرچند کوشش کی لیکن:

"چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی"

ایک شادی کی تقریب میں' میں مدعو تھا' حضرت ڈاکٹر صاحبؒ بھی وہاں تشریف لے گئے اور میرے جانے سے پہلے حضرتؒ وہاں بیٹھک میں تشریف فرما تھے' اور جس طرح اس وقت محفل گرم ہے اسی طرح لوگ حضرتؒ کے اردگرد جمع تھے' حضرتؒ اپنے ملفوظات بیان فرمارہے تھے' میں دروازے سے داخل ہوا تو حضرتؒ اپنی بات چھوڑ کر میری طرف دیکھنے لگے' اور جب تک میں بیٹھ نہیں گیا' برابر میری طرف دیکھتے رہے' جب میں بیٹھ گیا تو حضرتؒ نے پھر اپنی بات شروع کردی' وہ دن ہے اور آج کا دن' میں نے دوبارہ نہیں پی۔ ایک نظر کافی ہوگئی۔ یہ ہمارے حضرتؒ کی کرامت تھی' حضرتؒ کا شعر ہے:

جسے پینا ہو آنکھوں سے وہ میری بزم میں آئے
مرا دل چشم مست ناز ساقی کا ہے میخانہ

حضرتؒ کی ایک اور کرامت:

ایک قصہ اور یاد آیا جو ایک بزرگ نے سنایا تھا' ستر (۷۰) سال کے بڑے میاں تھے' حضرتؒ سے تعلق تھا' کسی لڑکی کو ٹیوشن پڑھانے لگے اور وہ بدبخت ان کے دل میں بیٹھ گئی۔ اب ستر سال کا بوڑھا ایک چھوکری کو دل دے بیٹھا۔

بوڑھوں سے بھی پردہ کیا جائے:

بھئی! بڑے بوڑھوں سے بھی پردہ کرنا چاہئے' لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ ضعیف العمر بابا جی ہیں' ان سے کیا پردہ؟ حالانکہ لوگ نہیں جانتے کہ پرانا سانپ زیادہ زہریلا ہوتا ہے۔ الغرض یہ بڑے صاحب تین چار مہینے پریشان رہے کہ کیا کروں؟ کسی کو کیسے بتاؤں؟ جب پریشانی حد سے سوا ہوئی تو آخر فیصلہ کرلیا کہ آج حضرتؒ کی خدمت میں جاکر عرض کرتا ہوں' وہ اس بلا سے نجات کی کوئی تدبیر بتلائیں گے' وہ صاحب کہتے ہیں کہ میں حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا مسئلہ بتایا کہ حضرت کیا کروں؟ آپ کوئی تدبیر بتلائیے؟ حضرت نے سن لیا' جواب میں ایک لفظ نہیں فرمایا' بس سن لیا اور خاموش رہے' اس کے بعد دوسرے لوگ آگئے' حسب معمول حضرتؒ کے ملفوظات شروع ہوئے' کافی دیر تک مجلس جاری رہی' جب میں حضرتؒ کی مجلس سے اٹھا تو دل بالکل صاف تھا' اس میں کوئی کوڑا کرکٹ باقی نہیں رہا تھا۔ یہ ہمارے حضرتؒ کی کرامت تھی۔

شراب خانہ خراب کی بربادیاں:

شراب اتنی گندی چیز ہے کہ دل کو گندہ کردیتی ہے' جس طرح پیشاب نجاست غلیظہ ہے' اسی طرح شراب بھی نجاست غلیظہ ہے' لوگ اس سے تو گھن

ختم نبوۃ

کرتے ہیں، مگر اس ''شراب خانہ خراب'' سے گھن نہیں کرتے، حالانکہ یہ ام الخبائث ہے، کہتے ہیں کہ ایک بزرگ کسی بدمعاشوں کے ٹولے میں پھنس گیا تھا۔ اس کو مجبور کیا گیا کہ یہ بچہ ہے، اس کو قتل کرو، یا یہ عورت ہے، اس کے ساتھ بدکاری کرو، یا کم سے کم درجہ میں یہ شراب ہے، یہ پی لو، ورنہ تمہیں قتل کرتے ہیں۔ یہ پریشان ہوئے کہ یا اللہ! جان بچانے کے لئے کیا صورت اختیار کروں؟ انہوں نے سوچا کہ ان تینوں کاموں میں شراب پینا سب سے ہلکا کام ہے اور شریعت کا قاعدہ ہے کہ جو شخص دو برائیوں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے پر مجبور کردیا جائے، اسے چاہئے کہ سب سے کم درجہ کی برائی کو اختیار کرے، یہ سوچ کر انہوں نے اس کو اختیار کرلیا۔ شراب بڑی تیز تھی، شراب پینے کے بعد مدہوش ہوگئے، مدہوشی کے عالم میں بچے کو بھی قتل کیا، زنا کا بھی ارتکاب کیا، تینوں کام مکمل ہوگئے، اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھیں، واقعی یہ ام الخبائث ہے، عقل وخرد اور ہوش وحواس کی دشمن ہے۔ تو جو لوگ کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ سے بخشش کے طالب ہوں، وہ اس ام الخبائث سے توبہ کرلیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ شراب پینے سے چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوتی۔ (مشکوٰۃ شریف)

مغفرت مانگنے والوں کو توبہ لازم ہے؟

اور میں نے ابھی کہا کہ اس بزرگ نے سمجھا کہ یہ ہلکا کام ہے، قتل اور زنا اس سے بدتر کام ہیں لہٰذا ہلکا کام کرلو۔ آپ خود سوچ لیں کہ جو لوگ شراب کے عادی ہیں، جب شب قدر میں ان کی بخشش نہیں ہوتی تو اس سے بڑے گناہوں میں جو لوگ مبتلا ہیں ان کی بخشش کیسے ہوگی؟ اس لئے بخشش مانگنے کے لئے شرط ہے کہ ہم تمام گناہوں سے توبہ کرلیں، جن کو ہم جانتے ہیں، ان سے بھی اور جن کو ہم نہیں جانتے ہیں ان سے بھی، جو گناہ اعلانیہ کرتے ہیں ان سے بھی، اور جو چھپ کر کرتے ہیں ان سے بھی، اس لئے کہ کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے یہ شخص اللہ تعالیٰ کی لعنت کا مستحق ہے، لعنت اور رحمت دونوں جمع نہیں ہوسکتیں، جب تک کہ آدمی توبہ نہ کرلے، رحمت خداوندی کا مستحق نہیں ہوسکتا۔ اللہ کی رحمت کا مستحق اسی وقت ہوسکتا ہے، جب کہ آدمی کبیرہ گناہ سے توبہ کرلے تاکہ لعنت اس کا پیچھا چھوڑ دے اور رحمت خداوندی اس کی طرف متوجہ ہوجائے۔

توبہ کے کیا معنی ہیں؟

اور ''توبہ'' کے معنی محض زبان سے توبہ کا لفظ بولنا نہیں ہے، صرف زبان سے کہہ دو یا اللہ! میری توبہ، یا اللہ! میری توبہ، یا اللہ! میری توبہ، یہ حقیقی توبہ نہیں ہے بلکہ توبہ کے ظاہری الفاظ ہیں، ایک عارف کا شعر ہے:

سبحہ در کف، توبہ بر لب، دل پُر از ذوق گناہ
معصیت را خندہ می آید بر استغفار ما

یعنی ہاتھ میں تسبیح ہے، زبان پر توبہ ہے، لیکن دل گناہ کے ذوق سے بھرے ہوئے ہیں، گناہوں کو چھوڑنے کی نیت نہیں۔ ہم سب ایسا ہی استغفار کرتے ہیں، یا اللہ! توبہ، یا اللہ! معاف کردے، تو گناہ کو ہماری ایسی توبہ پر ہنسی آتی ہے کہ دل کو تو گناہ کی گندگی سے دھونے اور صاف کرنے کا ارادہ نہیں کرتا، لیکن زبان سے توبہ کررہا ہے۔ توبہ کے حقیقی معنی یہ ہیں کہ ظاہر اور باطن کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معافی کے طالب بنیں، گناہ کو ترک کردینے کا عزم اور ارادہ کرلیں اور گناہ میں مبتلا ہونے کی وجہ سے دین وایمان کو جو نقصان پہنچا ہے، اس کی تلافی کرنے کا بھی عزم کریں، مثلاً بے نمازی ہے، نماز نہیں پڑھتا، یا گنڈے دار پڑھتا ہے، جب پوچھا جائے کہ بھئی! نماز بھی پڑھتے ہو؟ تو کہتا ہے کہ کبھی کبھی پڑھ لیتے ہیں، جب فرصت ہوتی ہے۔ نہ بھائی! نماز تو ایسی چیز نہیں ہے جو کبھی کبھی پڑھی جائے، یہ تو ایمان کی غذا ہے، جس طرح بدن کی غذا ہوتی ہے۔ کوئی آپ سے پوچھے کہ آپ کھانا کھایا کرتے ہیں؟ تو کیا آپ یہ جواب دیں گے کہ کبھی کبھی کھالیا کرتے ہیں؟

توبہ کے قبول ہونے کے لئے شرط:

توبہ کے صحیح ہونے کے لئے ضروری ہے کہ گناہوں کو چھوڑنے کا عزم کرلیا جائے، پختہ ارادہ کرو کہ آئندہ ٹی وی نہیں دیکھیں گے، نامحرموں کو نہیں دیکھیں گے، کسی کی غیبت یا چغلی نہیں کریں گے، عورتیں بے پردہ نہیں نکلیں گی، اسی طرح دوسرے جتنے بھی گناہوں میں مبتلا ہیں، ان کو چھوڑنے کا عزم کرو، میں نے مثال کے طور پر دو تین چیزیں بتائی ہیں، ورنہ ہم بہت سے کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہیں، اور ان سب سے توبہ کرنا ضروری ہے۔ اب ہماری حالت تو یہ ہے کہ اگر کوئی ہم کو نصیحت کرے کہ یہ کام نہ کیا کرو تو ہم اس کے ساتھ لڑ پڑتے ہیں، اس کو برا بھلا کہتے ہیں، اب تم ہی بتاؤ کہ جب دل سے سچی توبہ ہی نہ ہوئی ہو تو صرف زبان سے توبہ توبہ کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ جب دل تائب نہ ہوا اور دل نے عزم نہ کیا ہو گناہ کو چھوڑنے کا، گناہ کی لذت، گناہ کی لعنت، گناہ کی نحوست اور گناہ کی سیاہی ہمارے قلب پر چھائی ہوئی ہے، تو پھر زبان سے توبہ کرنے کے کیا معنی

ہوئے؟ اور اس پر توبہ کا کیا ثمرہ مرتب ہوگا؟ میری بہنیں اور بیٹیاں اگر بے پردگی نہ چھوڑیں اور ہزار بار روزانہ استغفار پڑھا کریں تو اس کا کوئی نفع نہیں ہے' عزم کرو گناہوں کو چھوڑنے کا' جو گناہ ہمیں معلوم ہیں اور جن گناہوں میں ہم ملوث ہیں اور جن کی وجہ سے ہمارا دامن ایمان نجس ہو رہا ہے' ان کو چھوڑنے کا عزم کریں' گناہوں کو چھوڑنے کا عزم کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آئیں اور صرف ایک مرتبہ کہہ دیں کہ یااللہ! میں نے گناہوں کو چھوڑنے کا سچے دل سے ارادہ کرلیا ہے' مجھے معاف کردیجئے' اللہ تعالیٰ فوراً معاف کردیتے ہیں' اسی (۸۰) سال کے گناہوں کو بھی معاف کردیتے ہیں۔

حقوق العباد کے معاملے میں توبہ:

اگر حقوق العباد کا معاملہ ہے تو ان حقوق کو ادا کریں۔ کسی کے پیسے دینے ہیں اور وہ مانگتا ہے' تم نہیں دیتے' کسی کے مکان پر قبضہ کیا ہوا ہے' وہ شریف آدمی کہتا ہے کہ چھوڑ دو' تم نہیں چھوڑتے۔ یہاں قانون تمہیں سہارا دیدے گا' لیکن اللہ کی بارگاہ میں تمہارا کوئی سہارا نہیں ہوگا' بلکہ تنہا ہوگے اور وہاں تمہیں یہ حقوق ادا کرنے پڑیں گے۔ لہٰذا بندوں کے جتنے حقوق تمہارے ذمہ ہیں' ان سب کو ادا کرو' یا معاف کراؤ' اس کے بغیر توبہ قبول نہیں ہوگی۔

تو پہلی بات تو یہ ہوئی کہ کبیرہ گناہوں کو ترک کرنا اور اس کا عزم کرنا مغفرت کے لئے شرط ہے' ورنہ مغفرت نہیں ہوتی' اس بابرکت رات میں بھی نہیں ہوتی۔ حق تعالیٰ شانہ کی رحمت بہت وسیع ہے' کیا ہم کیا ہمارے گناہ؟ اللہ کی رحمت کے مقابلے میں یہ کیا چیز ہیں؟ ساری دنیا کی ساری مخلوق کے گناہ بھی جمع کرلئے جائیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ایک چھینٹا ساری مخلوق کے سارے گناہوں کو دھونے کے لئے کافی ہے' مگر سچے دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگیں تو سہی' اور سچے دل کے ساتھ اپنے گناہوں' اپنی نافرمانیوں اور اپنی خباثتوں کو چھوڑنے کا تہیہ کرکے تو آئیں۔

ایک حدیث قدسی:

حدیث قدسی میں آتا ہے (حدیث قدسی اس حدیث کو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی بات کی روایت کریں کہ اللہ تعالیٰ یوں فرماتے ہیں' جیسے صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہلاتی ہے' اور جس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' یا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' تو وہ حدیث قدسی کہلاتی ہے) تو ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کے بادلوں اور اس کی بلندی تک پہنچ جائیں' یعنی ان سے آسمان اور زمین کا خلا بھر جائے اور تو سچے دل سے تائب ہوکر میرے پاس آئے اور مجھ سے بخشش کی درخواست کرے تو میں تیری مغفرت کردوں گا۔ "ولا ابالی" اور میں تیرے گناہوں کی کثرت کی کوئی پرواہ نہیں کروں گا' اور نہ ان سے میرا کچھ بگڑے گا۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۰۴)

مناجات مقبول میں ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ' نے قرآن و حدیث کی دعائیں جمع فرمائی ہیں' اس میں ایک دعا یہ نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں یہ الفاظ کہا کرتے تھے:

"یامن لا تضرہ الذنوب ولا تنقصہ المغفرۃ' اغفرلی مالا یضرک وھب لی مالا ینقصک"

ترجمہ: "اے وہ ذات جس کو نقصان نہیں دیتے گناہ اور مغفرت کرنا اس کے خزانوں میں کمی نہیں کرتا' جس چیز سے آپ کی کمی نہیں ہوتی وہ مجھے عطا فرمادیجئے اور جو چیز آپ کو نقصان نہیں دیتی وہ مجھے معاف فرمادیجئے۔"

الغرض ہمارے گناہوں سے اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگڑتا' ہمارے حضرت حکیم الامت تھانویؒ ارشاد فرماتے تھے کہ بعض لوگ اپنے گناہوں کی کثرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہوجاتے ہیں' اور یوں سمجھنے لگتے ہیں کہ میرے گناہ بہت ہیں' بہت ہیں' بہت ہیں' واقعی بہت ہیں' اب یہ بے چارہ نادان بچہ سمجھتا ہے کہ اتنے گناہ کیسے معاف ہوں گے؟ فرمایا کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک آدمی سر سے پاؤں تک گندگی میں ملوث تھا' گندگی اور نجاست میں اس کا پورا بدن لت پت تھا' اب وہ دریا کے کنارے کھڑا ہے اور دریا کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ میں کس منہ سے تجھ میں اتروں' میں تو اتنا گندا ہوں' اتنا گندا ہوں' اگر میں تجھ میں اتر گیا تو میری گندگی تجھ کو بھی گندا کردے گی' اور میری نجاست کی وجہ سے تو بھی نجس ہوجائے گا' ناپاک ہوجائے گا۔ اس کے جواب میں دریا کہتا ہے کہ ارے تیرے جیسی گندگیاں ہزاروں یہاں چلتی ہیں' تو آ کر تو دیکھ! تیری گندگی بھی صاف ہوجائے گی اور میرا بھی کچھ نہیں بگڑے گا۔ ایک آدمی کے نہانے سے کیا سمندر گندا ہوجاتا ہے؟ دریا گندا ہوجاتا ہے؟ حضرت فرماتے تھے کہ ہماری یہی مثال ہے۔ سمندر تو

ایک مخلوق ہے' اس میں دنیا بھر کی گندگیاں ڈال دی جائیں تب بھی وہ ناپاک نہیں ہوتا' بلکہ ساری غلاظتوں کو ختم کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ہمارے گناہوں سے کیا بگڑتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ایک چھینٹا ساری دنیا کے گناہوں کی گندگی دھونے کے لئے کافی ہے' اس لئے یہ نادانی کی بات ہے کہ آدمی اپنے گناہوں کی کثرت کو دیکھ کر رحمت خداوندی سے مایوس ہوجائے۔ غرض یہ کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی مغفرت کے طالب ہیں اور اس سے بخشش مانگنے کے لئے آئے ہیں' لیکن بھائی اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم سچے دل سے تائب ہوکر آئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔ آپس کے جو حقوق ہیں' وہ بھی ادا کریں' آپس میں ایک دوسرے سے معافی تلافی بھی کرلیں۔

والدین کا نافرمان:

دوسرا آدمی جس کی مغفرت نہیں ہوتی' وہ والدین کا نافرمان ہے۔ یہ والدین کی نافرمانی بھی بڑی عجیب چیز ہے' آدمی کو اتنا تو سوچنا چاہئے کہ میرے والدین اگر نہ ہوتے تو میرا وجود نہ ہوتا' میرے وجود کا ذریعہ اللہ تعالیٰ نے والدین کو بنایا' اب جن والدین کے وجود کو ہمارے وجود کا ذریعہ بنایا گیا' یہ انہی والدین کا مخالف ہے' انہی کا دشمن ہے' انہی کا نافرمان ہے۔ ماں نے ۹ مہینہ کم وبیش اس کو پیٹ میں رکھا' جس حالت میں رکھا' اور پھر جس حالت میں اس کو جنم دیا' وہ اس کی ماں سے پوچھو' پھر دو سال تک اسے اپنے جگر کا خون پلایا' جس کو دودھ کہتے ہیں' اللہ تعالیٰ اس کے خون جگر کو دودھ میں تبدیل فرمادیتے ہیں' پھر اس کی سردی وگرمی کا' اس کی ضروریات کا احساس کیا' اس کو سوکھے میں لٹایا' خود گیلے میں لیٹی' صاحب بہادر بیمار ہوگئے تو ماں باپ دونوں نے اس کو ہاتھوں میں لے کر رات آنکھوں پر کاٹی' والدین کا اتنا حق ہے کہ اولاد کسی صورت میں اس حق کو ادا نہیں کرسکتی۔ حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے والد کا حق کس طرح ادا کرسکتا ہوں؟ ارشاد فرمایا' نہیں! والد کا حق ادا نہیں ہوسکتا' صرف ایک صورت ہے کہ وہ غلام ہو تو اس کو خرید کر آزاد کردے تو کسی درجہ میں والد کا حق ادا ہوجائے گا۔ والدین کے اتنے احسانات ہیں اولاد پر کہ ان کا بدلہ چکانے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ایک صاحب نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! والدین کا اولاد کے ذمہ کیا حق ہے؟ فرمایا وہ تیری جنت ہیں یا تیری دوزخ ہیں۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۱)

والدین کو دیکھنے پر حج کا ثواب:

ایک حدیث میں ہے کہ جو فرمانبردار اولاد نظر رحمت کے ساتھ والدین کے چہرے پر نظر ڈالے تو ہر بار نظر ڈالنے پر اس کے لئے حج مبرور کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر دن میں سو مرتبہ دیکھے تو سو حج کا ثواب لکھا جائے گا؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ بڑا ہے' اور زیادہ پاکیزہ ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۱)

یعنی حق تعالیٰ شانہ کی عنایتیں اور رحمتیں ہمارے پیمانہ عقل وفہم سے بالاتر ہیں' روزانہ سو حج کا ثواب لکھا جانا کون سی بڑی بات ہے کہ اس پر تعجب کا اظہار کیا جائے۔ پس جب والدین کا یہ درجہ ہے کہ ان کے چہرے پر ایک بار نظر رحمت ڈالنا حج مبرور کا ثواب رکھتا ہے تو والدین کی نافرمانی و گستاخی کا وبال بھی اسی سے قیاس کیا جاسکتا ہے' تو والدین کے نافرمان کی اس رات میں بھی اگر بخشش نہ ہو تو کوئی بعید نہیں' اس لئے کہ جرم ہی اتنا بڑا اور سخت ہے۔ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوا اور کہا کہ یا رسول اللہ! میں جہاد میں جانا چاہتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری ماں زندہ ہے؟ عرض کیا جی ہاں! فرمایا پھر اس کو لازم پکڑ' کیونکہ جنت اس کے پاؤں کے پاس ہے' اور یہ تو بہت ہی مشہور حدیث ہے کہ: ''الجنة تحت اقدام الامهات'' (حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۱) یعنی ''جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔'' ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جس گناہ کو چاہیں بخش دیں' سوائے والدین کی نافرمانی کے کہ اس کی سزا اللہ تعالیٰ اس شخص کو مرنے سے پہلے زندگی میں دیتے ہیں۔

والدین کی نافرمانی کا دنیا میں وبال:

میں نے اپنی مختصر سی زندگی میں اس حدیث کی تفسیر اپنی آنکھوں سے دیکھی' چنانچہ فرمانبرداروں کو پنپتے دیکھا اور والدین کے نافرمانوں کو ہلاک اور ذلیل وخوار ہوتے دیکھا۔ دراصل دنیا دارالجزا نہیں' جزا وسزا کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے قیامت کا دن رکھا ہے' جرائم کی سزائیں اللہ تعالیٰ نے قیامت پر اٹھا رکھی ہیں' یہاں جرم کی سزا نہیں دیتے' ہاں! تھوڑی سی گوشمالی کردیتے ہیں' ورنہ پوری سزا آگے قیامت کے دن ملے گی' لیکن ظلم' قطع رحمی اور والدین کی نافرمانی یہ ایسی چیزیں ہیں کہ ان کی ''سزا'' دنیا میں نقد ملتی ہے' اور ظالم' قطع رحمی کرنے والا اور والدین کا نافرمان اپنے کئے کی پاداش سے بچ نہیں سکتے۔

ختم نبوت

اولاد کی نافرمانی میں والدین کا قصور:

اس زمانے میں تو والدین کی عزت و آبرو کا کوئی تصور ہی نہیں ہے اور اس میں قصور اکیلا صرف اولاد کا نہیں' بلکہ تھوڑا سا قصور والدین کا بھی ہے۔

مرحوم اکبرالٰہ آبادی کے بقول:

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

ہمارے اسکولوں' کالجوں اور یونیورسٹیوں کی تعلیم مادّیت کی تعلیم ہے' یہ انسانیت کی تعلیم نہیں' بلکہ حیوانیت کی تعلیم ہے۔ پس جب انسانیت مفقود ہو اور انسانیت کی تعلیم مفقود ہو تو والدین کی قدر کیا ہوگی؟ یہ تو خاصۂ انسانیت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بلا سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

غلط کام میں والدین کی فرمانبرداری جائز نہیں:

میں اپنے عزیز بچوں اور نوجوانوں کو بطور خاص نصیحت کرتا ہوں کہ والدین کی نافرمانی کے مرتکب نہ ہوں۔ اگر وہ ظلم کریں' ستائیں' زیادتی کریں' تب بھی تم خاموش رہو' تم کوئی گستاخی کا لفظ نہ کہو' بلکہ صبر و تحمل سے کام لو' وہ گالی نکالیں' برا بھلا کہیں' تب بھی پلٹ کر جواب نہ دو' بلکہ سر جھکائے خاموش رہو' لیکن اگر وہ اللہ اور اللہ کے رسول کی نافرمانی کا حکم دیں تو ان کی بات ہرگز نہ مانو۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"اگر وہ (تیرے والدین) تجھ کو مجبور کریں اس بات پر کہ تو میرے ساتھ شریک ٹھہرائے ایسی شخصیت کو جس کا تجھ کو علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مانو۔" (لقمان:۱۵)

اور حدیث شریف میں ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرکے کسی مخلوق کی اطاعت نہیں۔"

شوہر بیوی کو کسی غلط کام کا حکم کرتا ہے تو ہرگز نہ مانے' والدین اولاد کو غلط بات کا حکم کرتے ہیں تو ہرگز نہ مانے' لیکن ان کی گستاخی و بے ادبی بھی نہ کرے۔

یہ وہ پل صراط ہے جو تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک ہے۔ بعض لوگوں کو بزرگی کا "ہیضہ" ہو جاتا ہے۔ ماں باپ گناہگار ہیں' نماز نہیں پڑھتے' روزہ نہیں رکھتے' اور یہ پکا صوفی ہے' اب والدین کو نظر حقارت سے دیکھے گا۔ ایسا ہرگز نہ کرو' یہ غلط بات ہے' ان کی خیرخواہی کی کوشش کرتے رہو' ادب و احترام کے ساتھ ان کو سمجھاؤ' اگر تمہارا کسی طرح بس نہیں چلتا تو اتنا تو بس چل سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے گڑگڑا کر دعا کرو۔ تم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے افضل نہیں اور تمہارے والدین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ آزر سے زیادہ برے نہیں ہیں۔ وہ دھکے دے کر ابراہیم علیہ السلام کو گھر سے باہر نکال رہا ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ نکل جا یہاں سے' میرے گھر سے دفع ہو جا' جواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کو صرف اتنا فرما رہے ہیں:

"میں اپنے رب سے تیرے لئے بخشش کی دعا کروں گا' وہ مجھ پر بڑا شفیق ہے۔" (مریم:۴۷)

تمہیں گھر سے نکال دیں' اُف نہ کرو۔ باقی اتنی بات ضرور ہے کہ یہ ایک پہلو ہے' دوسرا پہلو میں نے ذکر نہیں کیا' وہ یہ کہ والدین کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ تمہارے ماں باپ تو جہنم کے راستے پر چل ہی رہے ہیں' لیکن وہ چاہتے ہیں کہ وہ اکیلے نہ جائیں' بلکہ تم کو بھی ساتھ لے کر جائیں' اگر ان کی گستاخی کروگے' یا ناجائز کام میں ان کی بات پر عمل کروگے تو انشاء اللہ دونوں سیدھے جہنم میں پہنچوگے۔ اگر والدین اولاد پر ظلم کرتے ہیں' ان کو ناجائز بات کا حکم کرتے ہیں تو انشاء اللہ سیدھے جہنم میں جائیں گے' لیکن اگر اولاد والدین کی گستاخی کرتی ہے' بے ادبی کرتی ہے' ان پر ہاتھ اٹھالیتی ہے' تو یہ والدین سے بھی پہلے جہنم میں جائیں گے۔ اس لئے والدین کا معاملہ بڑا نازک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ والدین کی نافرمانی بہت بڑا گناہ ہے' اتنا بڑا گناہ ہے کہ شب قدر میں بھی معاف نہیں ہوتا۔

قطع رحمی کا گناہ:

اور تیسرا شخص "قطع رحمی" کرنے والا' جس نے اپنے عزیز رشتہ داروں سے قطع تعلق کر رکھا ہو۔ قطع رحمی کا وبال اوپر ذکر کرچکا ہوں کہ ایسا شخص دنیا میں ہی سزا پاتا ہے' اور ایک دوسری حدیث میں فرمایا ہے:

"قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔"

یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ جنت سے بھی محروم کردیتا ہے' دنیا کے آرام اور چین سے بھی اور شب قدر میں بخشش سے بھی۔ نعوذ باللہ۔

کینہ پروری کا گناہ:

اور چوتھا وہ آدمی' جس کے دل میں کسی مسلمان کی جانب سے کینہ ہو۔ ان لوگوں کی مغفرت اس رات میں بھی نہیں ہوتی۔

جنت میں صرف پاک لوگ جائیں گے:

خلاصہ یہ ہے کہ جنت میں ناپاک لوگ نہیں جائیں گے' صرف پاک لوگ جائیں گے' اور پاک ہونے کی آسان صورت یہ ہے کہ توبہ کرلو۔ میں نے

ابھی کہا کہ اسی (۸۰) سال کا کافر و مشرک و بے ایمان سچے دل سے تائب ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو بخش دیتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کے انتظار میں ہیں کہ بندہ آئے' آ کر توبہ کرے' اور میں اس کے گناہ معاف کروں۔ حق تعالیٰ شانہ کو بندے کی توبہ سے اتنی خوشی ہوتی ہے' جس کا ہم تصور نہیں کرسکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ایک مثال بیان فرمائی کہ ایک مسافر سفر پر جارہا تھا' صحرا کا سفر تھا' اس کی سواری کے اونٹ پر اس کا توشہ لدا ہوا تھا' کھانا پانی' دوپہر کا وقت ہوا تو سواری کو باندھ کر ایک درخت کے سائے میں ذرا ستانے کے لئے لیٹ گیا۔ آنکھ کھلی تو اونٹ غائب۔ ادھر ادھر دیکھا' کہیں اس کا سراغ نہیں مل رہا۔ اب بیاباں ہے' جنگل ہے' صحرا ہے' ریگستان ہے' اس میں سفر کرنا ممکن نہیں۔ اس نے سوچا کہ اگر باہر نکل کر ریگستان کے صحرا میں چلوں گا تو تڑپ تڑپ کر بھوک پیاس سے مروں گا۔ بہتر ہے کہ درخت کے سائے میں ہی مرجاؤں۔ مرنے کی نیت سے اسی درخت کے نیچے آ کر پھر لیٹ گیا۔ اب تو موت سامنے آگئے۔ ذرا سی اس کی آنکھ لگ گئی۔ آنکھ کھلی تو دیکھا کہ وہی اونٹ اس کے سامنے موجود ہے' اوپر توشہ اور سامان سارا موجود ہے' اس کو اتنی مسرت ہوئی' اتنی خوشی ہوئی کہ بے اختیار کہنے لگا: "اللھم انت عبدی وانا ربک" یعنی اے اللہ! تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اخطاء من شدۃ الفرح" کہ اس کو اتنی خوشی ہوئی کہ اس غریب کو یہ بھی خیال نہ رہا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں' الٹ معاملہ کردیا' کہنا تو یہ تھا کہ یا اللہ! میں تیرا بندہ ہوں' تو میرا رب ہے۔ آپ نے مہربانی فرمائی کہ میرا اونٹ واپس فرمادیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اس آدمی کو اتنی خوشی ہوئی کہ خوشی سے پاگل ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی توبہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر شفقت:

ایک جہاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے' دریافت فرمایا: کون لوگ ہو؟ عرض کیا: ہم مسلمان ہیں' ایک خاتون آگ جلارہی تھی' آگ بھڑکتی تو بچے کو ہٹا دیتی' وہی خاتون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی' عرض کیا: آپ اللہ کے رسول ہیں؟ فرمایا: ہاں! عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا اللہ تعالیٰ ارحم الرحمین نہیں؟ فرمایا: بلاشبہ! عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے بڑھ کر شفیق نہیں جتنی کہ ماں اپنے بچے پر شفیق ہوتی ہے؟ فرمایا: بے شک! عرض کیا: میں تو اپنے بچے کو اپنے ہاتھ سے آگ میں نہیں ڈال سکتی' اس خاتون کی بات سن تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سر جھکا کر رونے لگے' پھر سر اٹھا کر اس سے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں عذاب دیتے مگر ایسے سرکش کو' جو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں سرکشی کرے' اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنے "لا الٰہ الا اللہ کہنے" سے انکار کردے۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۲۰۸)

الغرض تمام ماؤں کی ممتا جمع کرلی جائے تو اللہ تعالیٰ کی شفقت کو نہیں پہنچ سکتی' جتنی بندوں سے اللہ تعالیٰ کو شفقت ہے' اب اگر بندے اپنی حماقت سے خود دوزخ میں چھلانگیں لگائیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ماننے سے انکار کردیں تو اس کا کیا علاج ہے؟ ورنہ اللہ اپنے بندوں کو دوزخ میں نہیں ڈالنا چاہتے' اللہ تعالیٰ تو تمہیں بخشنا چاہتے ہیں' تمہیں جنت میں داخل کرنا چاہتے ہیں' اسی لئے رمضان المبارک میں جنت کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیئے گئے ہیں' اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے منادی اعلان کررہا ہے: "ھل من مستغفر فاغفرلہ" کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ میں اس کی بخشش کروں؟ آؤ اس سے بخشش مانگو تاکہ تم کو بخش دیا جائے' لیکن بخشش مانگنے کے لئے لازم ہے کہ توبہ صحیح کرو' سچی توبہ کرو۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"اے ایمان والو! توبہ کرو اللہ کی بارگاہ میں خالص اور سچی توبہ۔" (التحریم:۸)

اگر سچی توبہ کے بغیر مرگئے تو جہنم میں ڈال کر پاک کئے جاؤ گے' قبر میں پاک کئے جاؤ گے' قبر اور دوزخ کا عذاب جھیل کر پاک ہوگے' اس سے بہتر یہ ہے اور بہت آسان نسخہ ہے کہ سچی توبہ کرکے یہیں پاک ہوجاؤ' کیونکہ جنت میں تو جس کو بھی لے جائیں گے پاک کرکے لے جائیں گے' تو کیا ہی اچھا ہو کہ ہم سچی توبہ کرکے یہیں سے پاک ہو کر جائیں۔ پوری ندامت کے ساتھ' دل کی ندامت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرلیں۔

ایک جامع دعا:

ایک حدیث سناتا ہوں' ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ام المومنین عشاء کی نماز پڑھ کر دعا مانگ رہی تھیں' دعا لمبی ہوگئی اور وہ مسلسل مانگ رہی

ختم نبوۃ

تھیں۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آ گئے' ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خلوت میں کوئی بات کرنی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عائشہ! تم ایک طرف ہو جاؤ' دعا چھوڑ دو' ہم تمہیں ایک دعا بتائیں گے' وہ مانگ لینا' وہ تم کو کافی ہو جائے گی' انہوں نے اپنی دعا ختم کی اور ایک طرف ہو گئیں' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خلوت میں مشورہ کیا' جب وہ رخصت ہو کر چلے گئے تو حضرت عائشہ آئیں اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے مجھے دعا سکھانے کا وعدہ فرمایا تھا۔ فرمایا: ہاں! تمہیں دعا سکھاتے ہیں' تم یہ دعا کرو:

"یا اللہ! آپ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے جتنی خیر کی چیزیں مانگی ہیں' میں بھی مانگتی ہوں' اور آپ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے جن جن چیزوں سے پناہ مانگی ہے' میں بھی ان سے پناہ مانگتی ہوں۔"

بس دعا مکمل ہو گئی' گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری زندگی میں جتنی دعائیں کیں' وہ پرچہ بنا کر دے دیا اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ تم اس دعاؤں کے پرچے کے نیچے دستخط کر دو۔ پرچہ پہلے سے چھپا ہوا ہے' نیچے تمہارے دستخط ہو گئے' تو وہ ساری دعائیں تمہاری طرف سے ہو گئیں' اور اللہ تعالیٰ ان کو منظور فرمائیں گے۔ تو جامع ترین دعائیں اللہ تعالیٰ سے مانگا کرو' اور خیر کی چیزیں مانگا کرو' اور خیر بھی وہ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی ہے' اور تمام شرور و فتن سے پناہ مانگا کرو' خاص طور پر وہ فتن و شرور کی چیزیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے' بے شک اللہ تعالیٰ سے دنیا بھی مانگو' لیکن صرف دنیا ہی نہ مانگا کرو' اللہ تعالیٰ ہماری آخرت درست فرمادیں تو اس کے طفیل میں دنیا خود بخود درست ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا وعدہ فرمالیا ہے' لہٰذا اس سے آخرت مانگو' آخرت کی نعمتیں مانگو' آخرت کی دولتیں مانگو' اللہ تعالیٰ سے جنت مانگو' اللہ تعالیٰ سے اس کی رضا مانگو' اللہ تعالیٰ سے خود اللہ تعالیٰ کی ذات عالی کو مانگو' وہ جب تم سے راضی ہو جائے گا تو تمہیں دنیا میں بھی رسوا نہیں فرمائے گا۔ وہ جو میں نے قرآن کریم کی آیت کی تلاوت کی تھی' اس میں یہ وعدہ موجود ہے:

"اے ایمان والو! اس کی بارگاہ میں خالص توبہ کرو۔" (التحریم:۸)

"تمہارے رب سے یہ توقع ہے کہ تمہاری سیئات دور کر دے گا۔"

"اور تم کو داخل کرے گا ایسی جنتوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔"

"جس دن کہ اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور جو لوگ کہ آپ کے ساتھ ایمان لائے ہیں' ان کو رسوا نہیں فرمائے گا۔" (التحریم:۸)

یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو رسوا نہیں فرمائے گا۔ اصل مقصود اہل ایمان کے رسوا نہ ہونے کو ذکر کرنا ہے' مگر اس بلاغت کے قربان جایئے کہ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرمایا' پھر آپ کی معیت میں اہل ایمان کا' گویا تنبیہ فرمادی کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیامت کے دن رسوا نہ ہونا یقینی ہے' اسی طرح آپ کے طفیل میں اہل ایمان بھی یقیناً رسوا نہ ہوں گے' اس لئے ضروری ہے کہ سچی توبہ کرلو' اور اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگ لو۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے ساتھ معاملہ:

حدیث شریف میں یوں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کا حساب لیں گے' تو اس کے اوپر اپنا پردہ ڈال دیں گے۔ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ کسی کو کچھ معلوم نہیں ہوگا' قیامت کے دن کی بھری محفل ہے' حشر کا میدان ہے' اولین و آخرین جمع ہیں' لیکن اس بندے کے ساتھ کیا معاملہ ہو رہا ہے؟ کسی کو معلوم نہیں اور اللہ تعالیٰ اس بندے سے فرمائیں گے: یاد کر تو نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں گناہ کئے' بندہ اقرار کرتا جائے گا' اقرار کئے بغیر چارہ بھی تو نہیں ہوگا' اور سمجھے گا کہ میں تو ہلاک ہو گیا' مارا گیا' آخر میں اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

"میں نے دنیا میں تیرے لئے ان گناہوں کا پردہ رکھا تھا کہ کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیئے تھے' اور آج تیرے ان گناہوں کی مغفرت کرتا ہوں۔"

جاؤ! کسی کو پتہ ہی نہیں چلا' یہ ہے تفسیر اس کی کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن رسوا نہ فرمائیں گے۔ ہم نے تو معاملہ اللہ کے ساتھ بگاڑا ہوا ہے' لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ معاملہ نہیں بگاڑا۔ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صحیح تعلق قائم کر لیا جائے۔ گناہوں سے توبہ کر لی جائے۔ گناہ تو ہم سے پھر بھی ہوتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے سرکشی نہ کرو' خدانخواستہ غلطی ہو جائے تو فوراً توبہ کر لو' گناہوں کے میل پر توبہ کا صابن لگاتے رہو' تاکہ بارگاہ الٰہی میں ایمان کا دامن داغدار نہ لے جاؤ۔ حق تعالیٰ شانہ توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

☆☆..............☆☆

ایمان و یقین امت کے عروج کا سبب

اس وقت عالم اسلام میں مختلف دینی و دعوتی تحریکیں' ادارے اور جماعتیں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے سرگرم عمل ہیں' اسلامی علوم و فنون اور دعوتی موضوع پر رسائل و اخبارات اور کتابوں کا ایک سیلاب امڈ رہا ہے۔ مختلف منصوبوں کے تحت کثرت سے کانفرنسیں اور سیمینار بھی ہو رہے ہیں' مگر اس کے جو نتائج سامنے آنے چاہئیں اور ان سے امت مسلمہ کے اندر جو حرکت و نشاط پیدا ہونا چاہئے وہ نہیں پیدا ہو رہا ہے' اس کی وجہ کیا ہے؟

ظاہری اسباب و وسائل کی کمی نہیں ہے نہ مال و دولت کی کمی ہے' اس لئے کہ عالم اسلام کے بعض ممالک خوش حالی کی اس منزل میں ہیں' جہاں بڑی صنعتی ترقی کے بعد پہنچا جاتا ہے' اس امت کے افراد کمزور و ناتواں بھی نہیں ہیں' ان میں قوت مقاومت اور سپاہیانہ صفات بھی موجود ہیں' قربانی کا جذبہ بھی ہے' جس کا مظاہرہ ہوتا رہتا ہے' عددی و نفری حیثیت سے بھی وہ کچھ کم نہیں ہیں' علم و ثقافت کے میدان میں بھی بعض ملکوں میں ترقی ہوئی ہے۔ ہم غور کریں اور جائزہ لیں تو ان میں سے کسی چیز کی کمی نہ نظر آئے گی' پھر کیا کمی ہے جس کی وجہ سے یہ سارے وسائل خاطر خواہ فائدہ نہیں پہنچا رہے ہیں؟

جہاں تک دشمن کی سازشوں اور معاندانہ کارروائیوں اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف محاذ آرائی کا تعلق ہے؟ تو وہ بھی کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کو ہر دور میں اس طرح کی مشکلات بلکہ اس سے سخت محاذ آرائی کا سامنا کرنا پڑا ہے' اور اس سے زیادہ مشکلات و شدائد اور آزمائشوں سے گزرنا پڑا ہے۔ اسلام کے راستہ میں اور اس کی وجہ سے مسلمانوں کے راستہ میں ہمیشہ کانٹے بچھائے گئے ہیں اور انہیں خون کے دریا سے گزرنا پڑا ہے' لیکن وسائل کی کمی' طاقت اور عددی کمی کے باوجود کس طرح گزشتہ عہد کے مسلمان حالات پر غالب آئے اور اس عہد کے مسلمان مجبور ہیں۔

اگر ہم بے لاگ جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ کمی اس یقین و ایمان میں آ گئی ہے جو ان تمام مذکورہ چیزوں کو مفید و کارآمد بنانے کی طاقت بخشتا ہے' ایمان و یقین اور توکل و اعتماد علی اللہ ہی وہ جوہر اصلی ہے جس

مولانا شمس الحق ندوی

نے امت مسلمہ کو عروج بخشا تھا اور جب وہ بہت تھوڑے تھے' انگلیوں پر گنے جاتے تھے اور ان پر خطرات کے بادل چھائے ہوئے تھے اتنے کہ اس کی صحیح و سچی تصویر کشی قرآن کریم نے ان الفاظ میں کی ہے: "کنتم تخافون ان یتخطفکم الناس"

مگر وہ ایمان کے پکے اور اخلاق و کردار کے بلند مقام پر تھے' وہ فرشتہ صفت جہاں کہیں جاتے اپنی انہی صفات سے جانے پہچانے جاتے' یہ بلند اخلاق اور اعلیٰ کردار ہی ان کا مقدمۃ الجیش ہوتے تھے جس سے وہ دلوں کو جیت لیتے تھے' شمشیر و سناں اور تیر کمان کو استعمال کرنے سے قبل ان کی نگاہ مومنانہ ان کے دلوں کے پار ہو جاتی تھی' مسلمانوں کی اس طاقت کو اس عہد کے لوگوں اور ان کے دشمنوں نے سمجھ لیا تھا' ابن کثیر کا بیان ہے کہ جب ہرقل کو شام پر مسلمانوں کی لشکر کشی کا علم ہوا تو اس نے اہل شام سے کہا کہ یہ لوگ ایک نئے دین کے پیرو ہیں' کوئی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا' تم میری بات مانو اور ان سے شام کے نصف خراج پر صلح کر لو تو روم کے پہاڑ تمہارے قبضہ میں رہیں گے' اگر نہ مانو گے تو وہ تم سے شام بھی لیں گے اور روم کے پہاڑ پر بھی دباؤ ڈالیں گے۔

واقعہ نہاوند میں عراق پر فوج کشی کے وقت جب حضرت عمرؓ نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا تو حضرت علیؓ نے فرمایا: امیر المومنین! اس دین کی نصرت و عدم نصرت تعداد کی زیادتی کی بنیاد پر نہیں ہے' یہ اللہ کا وہ دین ہے جس کو اس نے غالب فرمایا ہے' یہ اسی کا لشکر ہے جس کو اس نے غالب فرمایا اور فرشتوں کے ذریعہ اس کی مدد فرمائی ہے حتیٰ کہ وہ اس شان کو پہنچا' ہم سے اللہ کا وعدہ ہے' وہ اپنے وعدہ کو پورا فرمائے گا اور اپنے لشکر کی مدد کرے گا۔

اس اعتماد و یقین کی بنیاد پر وہ اپنے کو خطرہ میں ڈالتے تھے' اور حیرت انگیز کارنامے انجام دیتے تھے اور

ان سے خرق عادت واقعات رونما ہوتے تھے' خدا پر اعتماد و بھروسہ ہی کی طاقت پر انہوں نے دجلہ میں اپنے گھوڑے ڈال دیئے تھے اور اطمینان کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے اس طرح پار ہوگئے تھے کہ جیسے خشکی پر چل رہے ہوں۔ اس عقیدہ اور اعتماد نے ان کے اندر اطمینان اور دل میں سکینہ کی کیفیت پیدا کر دی تھی' اور وہ خارق عادت' شجاعت و بہادری کے مالک بن گئے تھے اور تعداد اور تیاری کو چنداں اہمیت نہیں دیتے تھے' ان پر یہ عقدہ کھل گیا تھا کہ وہ دین کی طاقت سے لڑتے ہیں' غلبہ و کامیابی اسلام کی برکت سے حاصل ہوتی ہے' لہٰذا وہ اس کی پوری حفاظت کرتے تھے اور مکمل دینی تیاری کرتے تھے۔

احمد بن مروان مالکی کا بیان ہے کہ جنگ شروع ہوجانے کے بعد صحابہ کرامؓ کے سامنے دشمن اتنی دیر بھی نہ ٹکتا تھا جتنی دیر میں اونٹنی کا دودھ نکالا جاتا ہے' انطاکیہ میں جب ہرقل کا شکست خوردہ لشکر آیا تو اس نے ان سے کہا کہ تم مسلمانوں کے بارے میں بتاؤ کہ کیا یہ انسان نہیں ہیں؟ اہل لشکر نے جواب دیا: ہاں وہ انسان ہیں' تو اس نے پوچھا کہ وہ زیادہ ہیں کہ تم؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم ہر اعتبار سے ان سے کئی گنا بڑھے ہوئے ہیں' اس نے پھر کہا کہ کیا بات ہے کہ تم شکست کھاجاتے ہو؟ تو ان کے سرداروں میں سے ایک معمر شخص نے کہا: اس کا سبب یہ ہے کہ وہ رات میں نمازیں پڑھتے ہیں اور دن میں روزے رکھتے ہیں' جو وعدہ کرتے ہیں پورا کرتے ہیں اور برے کام سے روکتے ہیں' عدل و انصاف کا معاملہ کرتے ہیں اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم شراب پیتے ہیں' زنا کرتے ہیں' حرام کے مرتکب ہوتے ہیں' عہد کو توڑتے ہیں' غصہ ہوتے ہیں' ظلم کرتے ہیں' خدا کو ناراض کرنے والی باتوں کا حکم دیتے ہیں' یہ ساری تفصیل سن کر ہرقل نے کہا کہ تم ٹھیک کہتے ہو' اسی ہرقل نے ایک ایسے شخص سے جو مسلمانوں کے ہاتھوں قید ہوگیا تھا' مسلمانوں کے حالات پوچھے تو اس نے کہا: ان کے حالات کا ایسا نقشہ کھینچوں گا کہ جیسے تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو' سنو:

"وہ دن کو شہسوار اور رات کو عبادت گزار ہوتے ہیں' بغیر قیمت دیئے کسی کی کوئی چیز نہیں کھاتے' جہاں پہنچتے ہیں پہلے سلام کرتے ہیں' جس سے جنگ کرتے ہیں ایسا جم کر لڑتے ہیں کہ اس کا قلع قمع کر دیتے ہیں۔"

یہ صفات سن کر ہرقل نے کہا کہ:

"اگر تم سچ کہتے ہو تو وہ یقیناً ہمارے تخت و تاج کے مالک بن جائیں گے۔"

آج مسلمانوں کی ناکامی کا سبب اسباب و وسائل کی کمی نہیں' اس کا سبب ان صفات سے تہی دست ہوجانا ہے' جن کا ذکر اوپر ہوا' ان سارے وسائل و ذرائع کے ساتھ ساتھ ضرورت ہے احکام شریعت پر کاربند ہونے اور دلوں کو یقین و ایمان کی دولت سے آباد کرنے کی ضرورت ہے خدائی وعدوں پر اعتماد و بھروسہ کی ضرورت ہے؟ دل کی انگیٹھیوں کو عشق و محبت کی تپش سے گرمانے کی' اور یہ اسی وقت ممکن ہوگا جب سیرت نبویؐ اور صحابہ کرامؓ کی زندگی کو نمونہ بنایا جائے جس کی ایک جھلک اوپر کی سطروں میں گزر چکی۔

اگر ہم اپنی زندگی کو اس سانچے میں ڈھال لیں جس میں صحابہ کرام کی زندگی ڈھلی ہوئی تھی تو ہماری کوششیں مفید و بار آور ہوجائیں گی اور حیرت انگیز نتائج سامنے آئیں گے اور باہمی افتراق و انتشار جیسے مسائل از خود حل ہوجائیں گے' جن کے سبب امت مختلف خانوں میں بٹ گئی ہے۔

نعت رسول مقبولؐ

مجیب بستوی

نبیؐ کے جلوۂ روئے منور یاد آتے ہیں
مجھے میری سیہ کاری کے دفتر یاد آتے ہیں

چراغ مسجد و محراب و منبر یاد آتے ہیں
ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ یاد آتے ہیں

صحابی رسول پاکؐ کے گھر یاد آتے ہیں
نظر کو گنبد خضرا کے منظر یاد آتے ہیں

مجھے ہر ہر نفس پر یاد آتے ہیں نبیؐ میرے
ہر اک لمحہ مجھے میرے پیمبر یاد آتے ہیں

سلام ان پر درود ان پر ملا امی لقب جن کو
غریبوں کے ولیؐ مسکین پرور یاد آتے ہیں

جنہوں نے بخش دی راہ ہدایت سارے عالم کو
جنہوں نے جگمگایا ہے مقدر یاد آتے ہیں

مجیبؔ یہ گردش دوراں سے کہہ دو خوف کیا مجھ کو
مجھے تو سربراہ خلد و کوثر یاد آتے ہیں

پوری زندگی عبادت ہے

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

"قل ان صلاتی ونسکی
ومحیای ومماتی للہ رب العلمین
لا شریک لہ وبذالک امرت وانا
اول المسلمین"

(سورۂ انعام:۱۶۲'۱۶۳)

ترجمہ: "اے محمدؐ! یہ بھی کہہ دو کہ میری نماز اور میری عبادت' میری قربانی' اور میرا جینا اور میرا مرنا سب خدائے رب العالمین ہی کے لئے ہے' جس (کا کوئی شریک نہیں) اور مجھ کو اسی بات کا حکم ملا ہے' اور میں سب سے اول فرماں بردار ہوں۔"

اول تو عبادت کا مفہوم سمجھ لیں' عبادت کا مفہوم کیا ہے؟ عبادت کا مفہوم ہے کسی کام کو اللہ کی خوشی کے لئے اللہ کے حکم کے مطابق' اجر وثواب کے لالچ میں کرنا' ہر وہ عمل جو اللہ کی خوشی کے لئے اور اتنا ہی کافی نہیں بلکہ اللہ کے حکم اور شریعت کے تعلیم کے مطابق' اور اگر اس میں کوئی سنت ثابت ہے تو اس سنت کے مطابق اجر وثواب کی امید پر اس کو ادا کرنا' اور اس پر جو وعدے ہیں' ان پر یقین کے ساتھ انجام دینا عبادت ہے اور یہ بات ہر عادت کو عبادت بنا دیتی ہے' اور یہ روح نکل جائے تو ہر عبادت خالی عادت اور محض رسم اور نفس کی پیروی رہ جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ایک جامع بات ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"قل ان صلاتی ونسکی
ومحیای ومماتی للہ رب العلمین"

"بے شک میری نماز' میری عبادت' میری قربانی' میرا جینا' میرا مرنا' سب اللہ کے لئے ہے جو رب العالمین ہے۔"

پہلے مذاہب کی تقسیم یہ تھی (اللہ کی طرف سے تو نہ تھی) کہ مذاہب والوں نے اپنے انحطاط وتنزل اور انحراف کے زمانہ میں' جب مذاہب میں تحریف ہوئی اور خارجی اثرات غالب آ گئے' وہ ماحول' جن قوموں سے یہ منتقل ہو کر آئے تھے جنہوں نے اس دین کو قبول کیا تھا' ان کی تہذیب کی صنمیات' جس کو دیو مالا کہتے ہیں اور نسلی اثرات مذہب پر غالب آئے تو انہوں نے مذہب میں یہ تقسیم کی کہ عبادت تو اللہ کی لئے اور باقی زندگی آزاد' اس میں جیسی مصلحت ہو ویسا کیا جائے گا' جیسا قانون ہو اس پر چلا جائے گا اور اس میں ہم آزاد رہیں گے اور اس میں ہماری نیت کوئی اللہ کو راضی اور خوش کرنے کی نہیں ہے' بلکہ ضرورت پورا کرنے کی ہے۔

یہاں تک کہ پھر یہ تقسیم ہوئی (جس کو مسیحی تاریخ کا یہ پرانا فقرہ ادا کرتا ہے) کہ جو اللہ کا ہے وہ اللہ کو دے دو' اور جو قیصر کا ہے وہ قیصر کو دے دو' انہوں نے مذہب میں (گویا) رہی تقسیم کی اور ظاہر ہے کہ "تلک اذا قسمۃ ضیزیٰ" کہ جب ایسی تقسیم ہوگی تو اللہ کا حصہ کم نکلے گا' قیصر کا حصہ زیادہ نکلے گا' اس لئے کہ اس سے واسطہ ظاہری طور پر پڑتا ہے' اور اس کا ڈر بھی رہتا ہے' معرفت صحیح نہ ہونے کی بنا پر اور اس کے جو مظاہر ہیں' طاقت کے اور سلطنت کے' وہ سامنے ہوتے ہیں اور اس کو راضی رکھنے میں مادی نگاہوں سے فائدہ بھی زیادہ محسوس ہوتا ہے۔

نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ خاص طور سے عیسائیت (جو اسلام سے پہلے کا سب سے آخری دین ہے وہ) عقائد وعبادات کے بہت تھوڑے سے حصہ میں محدود ہو کر رہ گئی' اور ساری زندگی' وہ دنیا داری بن گئی' مادہ پرستی کی' دولت پرستی کی' طاقت پرستی کی زندگی ہو کر رہ گئی اور عیسائی بالکل اپنے معاشرہ میں' اپنی حدود عیسائیت میں (وہاں مذہب تو عیسائی تھا مگر وہ) شتر بے مہار ہو کر رہ گئے' جس میں چار پیسے کا فائدہ دیکھتے وہ کرتے' چاہے وہ مذہب کے بالکل خلاف ہو' مذہب ایک نقطہ بن گیا' سمٹتا سمٹتا جیسے صفحہ پر ایک نقطہ ہو' وہ نقطہ بن کر رہ گیا' چرچ میں جائیں تو صرف اتوار کے

ختم نبوۃ

دن اور کتنی دیر کے لئے جائیں؟ اور وہاں بھی رسوم زیادہ تر ہوتیں' یوں کرو' اس طرح بیٹھو' اس طرح اقرار کرو گناہوں کا' پادریوں کے سامنے اس طرح بیٹھو اور گانا بجانا بھی ہو رہا ہے' کچھ پڑھا جا رہا ہے' بس' اور اس کے بعد وہ بالکل آزاد......!

لیکن اسلام نے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بالکل پلٹ دیا' اور پوری زندگی کو اللہ کی اطاعت اور اللہ کی عبودیت میں ڈھال دیا' اور اللہ کی عبودیت میں پوری زندگی کو تحلیل کردیا کہ اب سب کچھ اللہ کا ہے' غیر اللہ کا کچھ نہیں' بے شک تمہیں کھانے پینے کی آزادی حدود کے اندر کہ:"قل من حرم زینة اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبٰت من الرزق" کھاؤ پیو' حلال و پاک چیزیں' لیکن جو کام کرو' اول تو اللہ کے احکام دیکھ کر کرو' پھر اللہ کی رضامندی کی نیت کرکے کرو' اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ساری زندگی عبادت بن جائے گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت صاف لفظوں میں کہا:"قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین" کہ میری"صلوٰۃ" (جو عبادات کا سب سے بڑا نمائندہ ہے) میری بندگی' میرا زہد' میری قربانی' میری زندگی اور موت سب اللہ کے لئے ہے۔

یہ بہت بڑی چیز ہے' پوری زندگی کے لئے کافی ہے کہ جن کی زندگی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبودیت میں اور اپنی محبوبیت میں ڈھال دیا تھا' بالکل اس کو خالص عبادت ہی بنادیا تھا' وہ اللہ کا برگزیدہ بندہ کہہ رہا ہے' پھر اس کی زبان سے کہلوایا گیا قرآن مجید میں تا کہ قیامت تک کے مسلمان اس کو پڑھیں اور اس کو اپنے لئے مشعل ہدایت بنائیں' کہ کہہ دیجئے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم)"ان صلاتی" میری نماز' میری عبادت"ونسکی" میری قربانی۔"نُسُک" کا لفظ بھی بہت وسیع ہے' میرا زہد' میرا تقویٰ' میرا کسی چیز کو چھوڑ دینا اور نہ کرنا' اور میری قربانی"ومحیای ومماتی" جینا اور مرنا"للہ رب العلمین" سب اللہ کے لئے ہے۔

کون سا اللہ؟ اور کیوں یہ کرتا ہوں؟ لاشریک لہ کوئی شریک نہیں اس کا' تو کسی عبادت میں کوئی شریک نہ ہونا چاہئے"لا شریک لہ" یہاں ایک نگینہ کی طرح آگیا ہے' کہ نماز روزہ اور کھانے پینے کو کیوں اللہ کے سپرد کرتا ہوں؟ اس لئے کہ اس کا کوئی شریک ہی نہیں' اگر کوئی شریک ہوتا تو میں کہتا کہ نماز اللہ کی اور کھانا دوسرے کا' لیکن جب اس کا کوئی شریک ہے ہی نہیں' شریک کا وجود ہی نہیں ہے' تو اپنی کوئی چیز دوسرے کو کیوں دوں' سب اللہ کا ہے' پھر جب وہ وحدہ لاشریک ہے تو میری زندگی بھی ایک اکائی ہونی چاہئے' میری زندگی بھی اکائیوں میں تقسیم نہ ہونی چاہئے اور اگر زندگی سب رضائے الٰہی کے لئے ہوجائے تو وہ ایک اکائی بن جاتی ہے اور وہ ایک اکائی ہے...... بندگی!

"لاشریک لہ وبذالک امرت وانا اول المسلمین" فرماتے ہیں کہ مجھے اسی کا حکم دیا گیا اور میں پہلا اس کو ماننے والا ہوں اور پہلا سر جھکادینے والا ہوں۔

یہ آیات بہت جامع ہیں اور اپنے اندر زندگی کا پورا دستور العمل رکھتی ہیں' اور قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے مشعل ہدایت ہیں۔ (ماخوذ از قرآنی افادات)

☆☆............☆☆

بقیہ: لعنتوں کی مشین گن

کو روک نہیں سکتا' کیونکہ وہ میرے نفس سے نہیں بلکہ القاء ربانی ہے جو بڑے زور سے جوش مار رہا ہے' اور وہ یہ ہے کہ جب کہ آپ نے مجھے کافر ٹھہرایا اور جھوٹ بولنا میری سرشت کا خاصہ قرار دیا تو اب آپ کو قسم ہے کہ حسب طریق مذکورہ بالا میرے مقابلہ پر فی الفور آجاؤ تا کہ دیکھا جائے کہ کون کاذب اور دجال اور کافر ثابت ہوتا ہے؟ اور اگر اس تبلیغ کے بعد ہم دونوں میں سے کوئی شخص متخلف رہا اور شغال کی طرح دم دبا کر بھاگ گیا تو وہ مندرجہ ذیل انعام کا مستحق ہوگا:

(۱)لعنت' (۲)لعنت' (۳)لعنت' (۴)لعنت' (۵)لعنت' (۶) لعنت' (۷) لعنت' (۸)لعنت' (۹)لعنت' (۱۰)لعنت۔"

اب آپ کسی حیلہ و بہانہ سے گریز نہیں کرسکتے۔ اب تو دس لعنتیں آپ کی خدمت میں نذر کردی ہیں۔ اور میں علی وجہ البصیرت یقین رکھتا ہوں کہ آپ صرف استخوان فروش ہیں اور علم اور درایت اور تفقہ سے سخت بے بہرہ اور ایک غبی اور پلید آدمی ہیں۔ اگر آپ مجھ کو جھوٹا سمجھنے میں سچے ہیں تو میری اس بات کو سنتے ہی مقابلہ کے لئے کھڑے ہوجائیں گے۔ ورنہ ان تمام لعنتوں کو ہضم کرجائیں گے۔ اگر آپ اللہ اور رسول کے نشان کے موافق آزمائش کے لئے مستعد ہوں تو میں خود بٹالہ اور امرتسر اور لاہور میں آسکتا ہوں:" تاسیاہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد۔"

(مکتوبات احمدیہ جلد۵ صفحہ ۳۱'۳۲'۴۲'۴۳)

ختم نبوۃ

مولانا علی میاں

نیک ارادے انسانیت کی ترقی کا ذریعہ

دنیا میں ہر طرف پھیلے ہوئے فساد کو، بدامنی کو، سروں پر منڈلاتے ہوئے جنگ کے خطرہ کو دور کرنے کے لئے اور انسان کو امن وسکون اور باہمی اعتماد و محبت کے ساتھ زندگی گزارنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان کے دل کی کھیتی میں ہل چلایا جائے۔ آپ کسانوں کو دیکھتے ہیں، خدا کے بنائے ہوئے صحیح اور فطری قانون کے مطابق کسان زمین میں ہل چلاتا ہے، تو زمین کتنا خزانہ اگل دیتی ہے، اسی طرح اگر دل کی کھیتی میں ہل چلایا جائے اور اس میں تھوڑی سی محنت صرف کی جائے اور یہ دل کی کھیتی لہلہا اٹھے اور پھلنے پھولنے لگے تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس وقت دنیا کا نقشہ کیا ہوگا؟ یہ حقیر زمین جو آپ کے قدموں تلے روندی جاتی ہے، اس سے آپ نے اتنا بڑا فیض پایا، اگر آپ دل کی کھیتی میں خدا کے پیغمبروں کے دیئے ہوئے ہل چلاتے اور ان کے بتائے ہوئے قانون کے مطابق آپ اس کی خدمت کرتے اور اس میں ریاض (محنت) کرتے اور وہ کھیتی برگ و بار لاتی تو پھر آپ دیکھتے کہ دنیا میں کیسی بہار آئی ہے اور جب دل کی کھیتی خزانہ اگلتی تو دنیا کا دامن کیسے کیسے موتیوں سے بھر جاتا، کیسے کیسے ولی کامل، کیسے کیسے خادم انسانیت، کیسے کیسے بے لوث و بے غرض انسان اور انسانوں کے لئے اپنا خون پانی ایک کرنے والے سامنے آتے کہ جن کے کارناموں کا تصور کرنا بھی مشکل ہے۔

جب دل کی دنیا بدلتی ہے تو کیسا ہوتا ہے:

کوئی باور نہیں کرسکتا کہ انسان کے اندر اتنی بے غرضی پیدا ہوسکتی ہے، کیا انسان دوسروں کی خاطر اپنی اولاد کو قربان کرسکتا ہے، کیا انسان وعدہ وفا کرنے کے لئے اپنا گھر لٹا سکتا ہے، ایک مظلوم کو بچانے کے لئے اپنے سارے کنبے کو موت کے گھاٹ اتار سکتا ہے۔ انہوں نے (یعنی پیغمبرؐ نے) دل کی کھیتی پر صحیح طریق سے محنت کی اور اس کے اندر اللہ کے رکھے ہوئے مخفی خزانوں اور دفینوں کو نکالا اور عالم انسانیت کو اس سے مالا مال کردیا۔

خدا کے پیغمبروں نے اس زمین کو چھوڑا، بڑے بڑے ماہرین کو چھوڑا کہ وہ صنعتوں کو ترقی دیں، نہ ان کو روکا نہ ان کی رہنمائی کا دعویٰ کیا بلکہ انہوں نے صاف کہہ دیا: "انتم اعلم بامور دنیاکم" صنعت والے صنعت کے میدان میں ترقی کریں، زراعت والے زراعت کے میدان میں اور علم والے علم کے میدان میں، اللہ نے ہم کو ایک اور میدان دیا ہے، وہ انسانیت کا میدان ہے، اور انہوں نے اس میدان میں محنت صرف کی تو دنیا کا نقشہ کیا سے کیا ہوگیا، صرف ایک دور کی تاریخ پڑھئے، صحابہ کرامؓ کے دور کی، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ موقع دیا کہ وہ دل کی سرزمین میں کھیتی کریں تو آپ دیکھئے اس دنیا میں کیسی بہار آئی۔

آج ہر چیز موجود ہے لیکن انسانیت کا سچا درد مفقود ہے:

آج کس چیز کی محتاجی ہے؟ کیا چیز دنیا سے کھوگئی ہے؟ خدا کے لئے غور کیجئے! کیا چیز اس وقت دنیا کے ہاتھ میں نہیں ہے؟ نیک ارادہ نہیں، انسان کی قدر نہیں، انسانیت کی فکر نہیں، خطرات ہمارے سر پر منڈلا رہے ہیں، ان کی کسی کو پروا نہیں، اپنی اپنی فکر ہے لیکن کسی کو عام انسانیت کی فکر نہیں، اگر تیسری جنگ عظیم چھڑگئی اور یہ ہائیڈروجن بم اور ایٹم بم چلادیے گئے تو دنیا کا کیا حشر ہوگا؟ باتیں تو اس کی بہت کی جارہی ہیں، چرچے تو اس کے ہر طرف ہیں، لیکن کسی کو اس کا سچا درد نہیں ہے اور جو لوگ کچھ کرسکتے ہیں، اور انسانیت کو بچاسکتے ہیں، وہ سب سے زیادہ ان وسائل کی تیاری میں منہمک ہیں، یہ سمجھ لیجئے کہ نئی جنگ کے لئے ساری قومیں اور دنیا کی ساری طاقتیں پر تول رہی ہیں اور ساری دنیا میں جو کچھ ریس ہے وہ اسی کی ہے، کسی کو بدی سے نفرت نہیں،

ختم نبوۃ

کسی کو انسان کی تباہی کا غم نہیں جو حقیقی دکھ اور صدمہ ہونا چاہئے' جیسے باپ کو اولاد کا صدمہ ہوتا ہے' بھائی کو بھائی کا صدمہ ہوتا ہے' وہ صدمہ کسی کو نہیں' صرف زبانی باتیں ہیں' امریکہ سے لے کر آپ ایشیا کے آخری سرے تک چلے جائیے' آپ کو ہر جگہ باتیں ملیں گی' لیکن اس کے اندر درد مفقود ہے' جو درد' کراہ اور کسک ہوتی ہے وہ کسی میں آپ نہیں پائیں گے' اس میں سارا حصہ عقل کا ہے' سارا حصہ ذہانت کا ہے' دنیا کے خطرات سے واقفیت اور اس کا تحلیل اور تجزیہ ایسا کریں گے کہ معلوم ہوگا کہ جیسے کسی عمل میں کسی چیز کے الگ الگ اجزاء کئے جاتے ہیں' بالکل ہندی کی چندی کر کے آپ بتادیں گے کہ کیا خطرہ درپیش ہے لیکن اس کے اندر جو انسانیت کا درد ہے یا دل میں کسک ہے' وہ نہیں ہوتی' جیسے آدمی اپنے گھر کا کوئی واقعہ بیان کرتا ہے تو اس کا لہجہ اور ہوتا ہے' آنسو اس کی آنکھوں میں ڈبڈبائے ہوئے ہوتے ہیں' آواز مرتعش ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس کا دل رو رہا ہے۔

آج دنیا کے بڑے بڑے فلسفی نہایت اطمینان سے دنیا کے خطروں کو بیان کرتے ہیں' ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے وہ کوئی بہت خوش آئند بات ہو' کوئی مبارک واقعہ ہو جس کو مزہ لے لے کر بیان کیا جائے' اس لئے کہ انسانیت سے کسی کو حقیقی اور قلبی تعلق نہیں ہے' سب زبانی باتیں اور دماغی تعیشات ہیں۔

آج دنیا کی ساری کی پوری ہوچکی ہے کرنے کو سب کچھ ہمارے پاس ہے' اگر ہم نیک بننا چاہیں' اگر ہم انسان کی خدمت کرنا چاہیں' اگر ہم انسان کو ان خطرات سے نکالنا چاہیں' اگر ایک فرد بھی جو قطب شمالی یا قطب جنوبی میں ہے' ہم اس کی مدد کرنا چاہیں تو اللہ نے ہم کو وہ وسائل دیئے ہیں کہ ہم ان کی مدد کو پہنچ سکتے ہیں' لیکن ہمارے اندر سچا ارادہ نہیں' ہمارے اندر اس کا شوق نہیں' ایک شخص کے پاس سب کچھ ہے' وہ لاکھوں روپے سے مدد کرسکتا ہے' لیکن وہ خسیس ہے' بخیل ہے' اس کو پیسے کی محبت ہے یا ست ہے اور کاہل الوجود ہے' وہ بالکل ہاتھ ہلانا نہیں چاہتا' تو بتائیے' اس کی دولت کیا کام آئے گی؟

آج انسان سب کچھ کرسکتا ہے لیکن کرنا نہیں چاہتا:

اسی طرح آج انسان کے نیک بننے اور انسان کی خدمت کرنے اور اس دنیا کو امن کا گہوارہ بنادینے' اس دنیا کو جنت کا نمونہ بنادینے اور اس دنیا کو مسجد و معبد میں تبدیل کردینے کا جیسا زریں موقع' جیسا آسان راستہ اس وقت ہے' ایسا کبھی نہیں تھا۔ آج بدقسمتی سے انسان سب کچھ کرسکتا ہے لیکن کرنا نہیں چاہتا' کیوں نہیں چاہتا؟ کرنے کا فائدہ اس کے سامنے نہیں' فائدہ کیوں سامنے نہیں' اس کو یقین نہیں! سوائے اپنی آسائش کے سوائے اپنے معدے کے تجربوں کے اپنے جسم کے تجربوں کے اور اپنے محسوسات کے' وہ اپنی ذات اور اپنی اولاد کے سوا سب کچھ بھول گیا ہے اور اب مجھے خطرہ ہے کہ شاید وہ وقت بھی کچھ دور نہیں جب اپنی اولاد کو بھی بھول جائے گا' خود غرضی میں اور خود پرستی میں' خودنمائی اور اپنے وجود میں سب کچھ محدود کردینے کے سلسلہ میں جس رفتار سے انسان ترقی کررہا ہے' اگر یہ رفتار جاری رہی تو چند دنوں میں ہم یہ دیکھ لیں گے کہ ماں' باپ اپنی اولاد کو بھی بھول جائیں گے اور صرف اپنا پیٹ بھرنے کی کوشش کریں گے' وہ اگر بھوکے ہیں اور بلک رہے ہیں تو ان کو اس کی پرواہ نہیں ہوگی۔ دنیا میں جہاں مادیت اپنے صحیح برگ و بار لائی ہے اور نبیوں کی تعلیم ان کو روکنے کے لئے وہاں موجود نہیں تھی' یہاں تک کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی بگڑی ہوئی اور بچی کچی تعلیمات کلیسائی تعلیمات اور انجیل کی تعلیم وہ بھی وہاں سے رخصت ہوگئی ہے' وہاں تو یہ حال ہے کہ انسانوں کو اپنے سوا کسی کا ہوش نہیں رہا بلکہ بہت سے لوگوں کو اپنا بھی ہوش نہیں رہا ہے' جیسا کہ قرآن مجید نے بیان کیا ہے: "نسوا اللہ فانساھم انفسھم" آخری عبرت کا منظر یہ ہے کہ انسان کو اپنا بھی صحیح ہوش باقی نہ رہے' یعنی اپنے پیٹ کا تو ہوش رہے' اپنا ہوش نہ رہے۔

ساری تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ اصل معاملہ ہے انسان کا اور انسان کا بھی جو کچھ معاملہ ہے' وہ اس کے دل کا ہے اور دل کا جو کچھ بھی معاملہ ہے وہ اس کے نیک ارادوں کا ہے' اگر یہ چیز پیدا ہوجائے' یعنی نیک ارادے پیدا ہونے لگیں تو پھر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں' یہ وسائل کا تو صرف نام ہی نام ہے' وسائل تو انسانی ارادوں کے تابع ہیں' جن کو خدا کی دی ہوئی طاقت سے انسان خود پیدا کرتا ہے۔

خرابی صرف یہ ہے کہ دنیا کا رخ غلط ہے:

اس وقت دنیا کے اندر جو انقلاب آیا ہوا ہے اس کو خواہ کسی عنوان سے بیان کیا جائے' وہ یہ ہے کہ

ختم نبوۃ

انسان کا رخ خیر سے شر کی طرف مڑ گیا ہے' ساری طاقتیں ہیں لیکن ان کی منزل غلط ہو گئی ہے' وہ چل رہا ہے چلنا ہرگز بند نہیں ہوا' بلکہ پہلے چلتا تھا' پھر دوڑنے لگا' اور اب اڑنے لگا ہے' لیکن جس طرف اڑ رہا ہے وہ شر کی منزل ہے' انسانیت کشی کی منزل ہے' انسان کو برباد کرنے کی منزل ہے۔

سب نے جاہ طلبی میں' شر' اقتدار پسندی میں' حکومت کی کرسی حاصل کرنے میں اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیا ہے' انسانیت کا سارا اثاثہ داؤ پر لگا رکھا ہے' انسانیت کی ساری متاع داؤ پر لگا رکھی ہے' ساری تاریخ داؤ پر لگا رکھی ہے' ساری تہذیب داؤ پر لگا رکھی ہے' بلکہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انسانیت کی لاشوں پر اگر انسان کھڑا ہو کر انا ربکم الاعلی کہہ سکتا ہے تو درجنوں کی تعداد میں نہیں' سینکڑوں کی تعداد میں نہیں ہزاروں انسان اس کے لئے تیار ہیں' ان اللہ کے بندوں سے' عقل کے دشمنوں سے پوچھا جائے کہ جب انسان ہی نہ ہوں گے تو تم کس پر حکومت کرو گے؟ پتھروں پر حکومت کرو گے' پہاڑوں پر اور ٹیلوں پر حکومت کرو گے' ریت کے ذروں پر حکومت کرو گے' لیکن آج کے انسان کو ان سوالات سے کوئی دلچسپی نہیں اب تو صرف حکومت مقصود بن گئی ہے اور دماغوں پر ایسی مستولی ہو گئی ہے کہ محکوم کی بھی فکر نہیں' اقتدار کی یہ ہوس جس کے لئے فرعون قرآن میں معیاری انسان کے طور پر پیش کیا گیا ہے' اور دولت کی ہوس جس کے لئے قارون معیاری انسان کے طور پر پیش کیا گیا ہے' وزارت کا شوق جس کے لئے ہامان معیاری انسان کے طور پر پیش کیا گیا ہے' یہ تین زندہ جاوید کردار ہیں' فرعون' ہامان' قارون ان کا سلسلہ ختم نہیں ہوا:

نفس ما را کمتر از فرعون نیست
لیک او را عون ما را عون نیست

فرق یہ ہے کہ فرعون کے پاس ساز و سامان تھا' اور ہم میں سے کتنے آدمی ہیں جن کے اندر فرعون بول رہا ہے۔

آج انسان نیلام پر چڑھ چکے ہیں:

لیکن ان کے پاس اپنے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے ساز و سامان نہیں آج ساری دنیا اس راستے کے پیچھے آنکھ بند کر کے چلی جا رہی ہے' جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ انسان خربوزوں اور تربوزوں کی طرح منڈی میں بک رہے ہیں' پارٹیاں بدلی جا رہی ہیں' عقیدے بدلے جا رہے ہیں' زندگی بھر کے کردار پر' زندگی بھر کی تاریخ پر پانی پھیرا جا رہا ہے' آدمی ایک کیمپ سے نکل کر دوسرے کیمپ میں جانے کے لئے تیار ہے' جس سے ساری عمر دوستی رہی' اس سے دوستی ختم کر کے ان سے دوستی کرنے کے لئے تیار ہے' جن سے ساری عمر دشمنی رہی' جن کو ساری عمر برا کہتے تھے' ان کو اچھا کہنے کے لئے تیار' جن کو پاؤں تلے روندھتا تھا' ان کو سر پر بٹھانے کے لئے تیار' جن کو آنکھوں میں جگہ دیتا تھا' ان کو پاؤں تلے روندنے اور مسلنے کے لئے تیار' سب کچھ انسان کرنے کے لئے تیار ہے اور جس سے آپ پوچھیں گے' اگر وہ صحیح بات کہنے کی ہمت و جرأت رکھتا ہو' منافق نہ ہو تو آپ سُنیں گے کہ سب کے دل میں وہی فرعون بیٹھا ہوا ہے' اور دنیا کے فساد کا باعث یہی ہے۔

☆☆.........☆☆

بقیہ ذکر اللہ کی فضیلت

سورتیں زبانی یاد ہوتی ہیں' ان کو انسان جب چاہے پڑھ سکتا ہے اور ان کے فضائل و برکات سے مستفید ہو سکتا ہے۔

ہر مسلمان کو زیادہ سے زیادہ خدا کا ذکر کرنا چاہئے' اس کی بڑائی بیان کی جائے' اس سے مدد مانگی جائے اور اس کا شکر ادا کیا جائے کہ یہ اس مالک حقیقی کا بندے پر حق ہے۔

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں بعض اوقات اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ آپؐ کے پاؤں مبارک پر ورم آ جاتا' حضرت عائشہ صدیقہؓ نے آپؐ نے پوچھا کہ: آپ کو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے' پھر آپؐ اتنی زیادہ عبادت کیوں کرتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

چنانچہ اسی رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق اور ان کی روشن مثال کو دیکھتے ہوئے ہم مسلمانوں کو چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ ذکر کریں' اس کے لئے کوشش کریں اور خدا سے دعا کرتے رہیں کہ ہمیں زیادہ سے زیادہ ذکر کرنے کی توفیق عطا کرے' اس کے ساتھ ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کثرت بھیجنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتے' محبوب خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں' درود شریف پڑھنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل ہوتی ہے۔ درود ابراہیمی کی فضیلت سب سے بڑھ کر ہے۔ اللہ پاک ہم سب مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ ذکر اور درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے فضل و کرم سے نوازے۔ آمین۔

☆☆.........☆☆

ختم نبوۃ

لعنتوں کی قادیانی مشین گن

ابوالقاسم مولانا رفیق دلاوری

لعنتوں کی قادیانی مشین گن:

مسلمان پر لعنت کرنا کبیرہ گناہ ہے اور اگر احادیث نبویہ کو ان کے ظاہری معنی پر محمول کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان پر لعنت بھیجنے والا خود ملعون و مطرود یعنی رحمت خداوندی سے دور ہو جاتا ہے۔ ذیل میں چند احادیث نبویہؐ درج کی جاتی ہیں جن سے آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم نے کس سختی سے اس شناعت کی ممانعت فرمائی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن طعنے دینے والا اور لعنت کرنے والا' فحش گو زبان دراز نہیں ہوتا۔ (ترمذی)

اور فرمایا کہ ایک دوسرے پر لعنت نہ کرو اور نہ یہ کہو کہ تجھ پر خدا کا غضب ہو یا تو دوزخ میں جائے۔ (ابوداؤد' ترمذی)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ باد تند نے ایک شخص کی چادر اڑا دی' اس نے ہوا پر لعنت کی' یہ سن کر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر لعنت نہ کرو کیونکہ یہ تو منجانب اللہ مامور ہے اور جو شخص کسی ایسی چیز پر لعنت کرے جو اس کی مستحق نہیں ہے تو لعنت قائل (لعنت کنندہ) ہی کی طرف رجوع کرتی ہے۔ (ابوداؤد و ترمذی)

آشفتہ مزاج مسیح قادیان کی ہزار لعنتیں:

آپ نے دیکھا کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لعنت کرنے کی کس شدومد سے ممانعت فرمائی ہے لیکن گالیاں اور لعنتیں قادیان کے مسیح صاحب کی گھٹی میں پڑی تھیں۔ وہ اپنے نہ ماننے والوں کے خلاف لعنت و پھٹکار کی مشین گن چلانے میں جس درجہ مشاق تھے اس کی نظیر ان کے کسی دوسرے پیشرو' ہم مشرب میں بمشکل مل سکے گی۔ انہوں نے لعنت کے کاروبار میں ایسی جدت پیدا کی کہ جب سے عالم انسانیت نے معمورۂ عالم کو آباد کیا' شاید کسی بشر کو کبھی ایسی جدت نہ سوجھی ہوگی۔ مرزا صاحب کی تالیفات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی متعدد تالیفات میں کتاب کا نصف' نصف یا پونا' پونا صفحہ' دس دس یک سطری لعنتوں کی نذر کر دیا ہے اور اس سے بھی بڑھ کر آپ کو تعجب ہوگا کہ قادیان کے آشفتہ مزاج و مغلوب الغضب مسیح نے' جس کا یہ دعویٰ تھا کہ:

"میں خدائے ذوالجلال کی طرف سے حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کے طرز پر کمال مسکنت و فروتنی' تذلل و تواضع کے ساتھ اصلاح خلق کے لئے مامور ہوا ہوں۔"

اپنی کتاب "ظلمت باطل" کے حصہ اول میں جس کا نام انہوں نے "برعکس نہند نام زنگی کافور" کے مصداق "نور الحق" رکھا تھا' اپنی دشنام دہی کی مشین سے لعنت کے پیہم ہزار گولے برسائے ہیں۔ چنانچہ کتاب مذکور کے صفحہ ۱۱۸ سے صفحہ ۱۲۲ تک پانچ صفحات صرف "لعنت" کے ایک لفظ سے سیاہ کر دیئے ہیں۔ ہر سطر میں آٹھ' آٹھ لعنتیں درج ہیں' اور ان پر باقاعدہ نمبر لگے ہوئے ہیں' ملاحظہ ہو:

"(۱) لعنت' (۲) لعنت' (۳) لعنت'
(۴) لعنت' (۵) لعنت' (۶) لعنت'
(۷) لعنت' (۸) لعنت' (۹) لعنت'
(۱۰) لعنت' (۱۱) لعنت' (۱۲) لعنت'
(۱۳) لعنت' (۱۴) لعنت' (۱۵) لعنت'
(۱۶) لعنت' (۱۷) لعنت' (۱۸) لعنت'
(۱۹) لعنت' (۲۰) لعنت' (۲۱) لعنت'
(۲۲) لعنت' (۲۳) لعنت' (۲۴) لعنت'
(۲۵) لعنت۔"

غرض اسی طرح لعنت کے ہر' ہر لفظ پر نمبر دے کر ہزار لعنتیں پوری کی ہیں۔

مولانا بٹالوی مرحوم پر لعنتوں کی بھرمار:

لیکن قادیانی صاحب نے اپنی قدیم دوستی کا لحاظ کرتے ہوئے مولوی محمد حسین (بٹالوی) مرحوم سے بڑی رعایت کی کہ ان کے لئے اپنے عام معمول کے مطابق لعنت کے دس یک سطری گولوں پر اکتفا کیا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو' مرزا صاحب اکتوبر ۱۸۹۲ء کے ایک خط میں مولوی (محمد حسین) صاحب (بٹالوی) مرحوم کو لکھتے ہیں:

"میرے دل سے اس وقت حق کی تائید کے لئے ایک بات نکلتی ہے اور میں اس

باقی صفحہ 22

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ردقادیانیت پر علمائے کرام

کی سہ ماہی تربیتی کلاس

- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں گاہے بگاہے ردقادیانیت پر تیاری کے لئے فارغ التحصیل علمائے کرام کی سہ ماہی کلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔
- ۱۰/شوال ۱۴۲۳ھ سے سہ ماہی کلاس شروع کی جارہی ہے۔
- جوحضرات اس میں شریک ہونا چاہیں وہ درخواستیں بھجوادیں۔
- کلاس میں شرکت کے خواہش مند حضرات کا وفاق المدارس العربیہ پاکستان یا کسی مستند دینی ادارہ کا سند یافتہ ہونا ضروری ہے۔
- ان حضرات کو قیام وخوراک کے علاوہ آٹھ سوروپے ماہانہ وظیفہ بھی دیا جائے گا۔
- ذوق مناظرہ اور شوق تبلیغ رکھنے والے حضرات جو امتحان میں باصلاحیت معلوم ہوں، انہیں حسب ضرورت مجلس کے شعبہ تبلیغ میں خدمات کا موقع دیا جاسکتا ہے۔
- جملہ خواہش مند رفقاء سادہ کاغذ پر بمعہ مکمل پتہ کے درخواست بھجوادیں اور سندات ہمراہ لف کریں۔
- تعلیم ۱۰/شوال کو شروع ہوجائے گی۔

درخواست ورابطہ کے لئے:

(مولانا) عزیز الرحمن جالندھری

مرکزی ناظم اعلیٰ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان۔فون: 514122

REGD. NO. SS-160

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے
زکوٰۃ، صدقات، خیرات، فطرہ، عطیات عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو عنایت فرمائیں

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون، 514122-583486 فیکس: 542277
اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان۔

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 7780337 فیکس: 7780340
اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک، نوری ٹاؤن برانچ

نوٹ، مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں

نوٹ، رقوم بھیجتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے

اپیل کنندگان:

(مولانا) خواجہ خان محمد — امیر مرکزیہ
سید نفیس الحسینی — نائب امیر مرکزیہ
(مولانا) عزیز الرحمن — ناظم اعلیٰ